ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار

نور

قادیان دارالامان سے [illegible]

مورخہ ۱/۱۷ جولائی سنہ ۱۵ء

KHILAFAT LIBRARY

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔

(۴) حضرت باوا نانک رحم کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی۔

ضوابط

(۱) عوام سے سالانہ عمر ششماہی عہ

(۲) امرائے عظام سے امتیازی قیمت صہ

علاوہ اس کے جو کچھ عطا کریں۔ وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان اخبار کی فہرست میں درج ہوں گے۔

جلد ۶ ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان نمبر ۲۵-۲۶

سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کیلئے ایڈیٹر نور کا نصف ماہ کا دورہ

شروع جون میں مولوی عبد السلام صاحب کا خط مجھے ملا۔ کہ کاٹھ گڑھ میں جلسہ ہے۔ ناظمان جلسہ نے آپ کو مدعو کیا ہے۔ لہذا آپ ضرور تاریخ مقررہ پر شامل جلسہ ہوں بارشاد حضرت قادیان سے خاکسار اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب روانہ کاٹھ گڑھ ہوئے۔ نواں شہر تک ریل جاتی ہے۔ آگے تقریباً ۲۵ مائلز کا سفر پیدل یا بہلی وغیرہ میں کرنا پڑتا ہے۔ نواں شہر میں بہلی موجود تھی۔ ہم صبح بہلی میں سوار ہو گئے۔ کھانا لنگڑوعہ کھایا۔ چوہدری غلام قادر خاں صاحب نے مہمان نوازی کا حق خوب ادا کیا۔ جزاہ اللہ۔ تقریباً رات کے ۹ بجے ہم کاٹھ گڑھ پہنچے۔ رات کو آرام کیا۔ صبح پہلے مولوی عبید اللہ صاحب اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی تقاریر ہوئیں۔ پچھلے پہر اسلام اور سکھ مذہب پر خاکسار کی تقریر تھی۔ میری تقریر میں ناظمان جلسہ نے اس علاقہ کے ذی رسوخ رئیس سردار بختاور سنگھ صاحب بہادر آنریری مجسٹریٹ کو بھی مدعو کیا۔ سردار صاحب چیفس کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے مذہب کے ساتھ اسقدر لگاؤ اور پریم ہے کہ انہوں نے ہوشیارپور کے ضلع کے اکثر گاؤں میں اپنے اہتمام سے سنگھ سبھائیں قائم کروائیں۔ آپ گرنتھ اور دیگر کتب سکھ دھرم کے اچھے ماہر ہیں آپ کی مذہب کے ساتھ یہ لگن دیکھ کر میرے دل میں دعا کے لئے ایک جوش پیدا ہوا۔ کہ خدا مسلمان رؤساء میں بھی یہ مذہبی لگن پیدا کر دے۔

میری تقریر شروع ہوئی۔ ابھی چند منٹ گذرے تھے۔ کہ سردار صاحب موصوف تشریف لے آئے۔ جسقدر اللہ تعالے نے طاقت دی۔ خاکسار نے تین گھنٹہ اسلام اور سکھ مذہب پر تقریر کی۔ خاتمہ تقریر پر میں نے حضار مجلس سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ اگر کسی دوست کو کوئی شک و شبہ ہو۔ تو میں اسے بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ پیش کریں۔ انشاءاللہ تعالے میں اس کے دور کرنے کی ہر طرح سے کوشش کرونگا۔ اور تو کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ سردار بختاور سنگھ صاحب بہادر نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ

"میں لکچر سننے سے بہت خوش ہوا اور لابھ (فائدہ) اٹھایا۔ اور ہم سب کو لیکچرار صاحب کا مشکور ہونا چاہئے۔ کہ انہوں نے ہمارے فائدہ کے لئے یہ باتیں کہیں۔ میں سنا کرتا تھا۔ کہ مسلمان لوگ باوا نانک کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی محمد مظفر الدین مالک و مہتمم چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

آج میں نے اس کے متعلق پہلا لکچر سنا - مجھے اکثر باتوں سے اتفاق ہے - اور بعض کے متعلق شبہ - وقت تنگ ہے - اور اگر کل مجھے موقعہ ملا - تو میں عرض کر سکوں گا" ؛

KHILAFAT LIBRARY

دوسرے روز کے اجلاس کے شروع کے وقت میں چند منٹ جا کر بیٹھا - مگر میری طبیعت کچھ ناساز تھی - اس لئے میں جلدی ہی اٹھ کر چلا آیا - اور ابھی چارپائی پر چار منٹ ہی آرام کیا ہوگا - کہ ایک آدمی دوڑا دوڑا آیا - کہ سردار صاحب تشریف لے آئے - اور بہت سی کتابیں اپنے ساتھ لائے ہیں - آپ جلدی آئیں - میں نے کہا سردار صاحب کے تشریف لانے کی بڑی خوشی ہے - چشم ما روشن دل ما شاد - میں اٹھ کر لیکچر گاہ میں پہنچ گیا - آدمی کو ٹرنک لینے کے لئے بھیجا - اور آہستہ آہستہ میں نے بھی میز پر کتابوں کا ڈھیر لگا دیا - سردار صاحب بہادر پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے - اور تقریباً ۳۵ منٹ تقریر کی ؛

سردار صاحب بہادر نے اپنی تقریر میں کبیر صاحب کے حوالجات سے ثابت کرنا چاہا - کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان نہ تھے - میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا - کہ ہماری بحث اور گفتگو صرف حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے - کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے چنانچہ حضرت باوا صاحب گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں ؛

ہوئے مسلم دین بنلے - مرن جیون کا بھرم چکلے

یعنی اے غافل اپنے دل سے مسلمان ہو جا - تا کہ تجھے دکھوں سے دائمی نجات نصیب ہو - پھر آپ فرماتے ہیں -

خصم کی نذریں دلیں پسندی جنہیں اک کر دھایا
تیئے کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائے

یعنی اللہ تعالیٰ کے وہی مقبول ہیں جو ایک کی پوجا کرتے ہیں - تیس روزے رکھتے ہیں - اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں پھر باوا صاحب فرماتے ہیں - جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۲

تیئے حرف قرآن دے تیئے سیپارے کیں
تسوچہ پند نصیحتاں سن سن کرو یقین

یعنے قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں

اے لوگو! اس کتاب میں ناانتہا نصیحتیں اور گیان کی باتیں ہیں - یہ نہو - کہ تم ان باتوں کو اس کان سے سنو - اور اس کان سے نکال ڈالو - ان پر ایمان لاؤ - کیونکہ اسی میں فلاح ہے - پھر عرض کیا - کہ اگر حضرت باوا صاحب کوئی نیا مذہب نکالتے - تو چاہیئے تھا - کہ گرنتھ میں شریعت کے مسائل ہوتے - کہ اپنوں سے یہ سلوک غیروں سے یہ برتاؤ - فلاں چیز حلال فلاں حرام - فلاں سے شادی جائز - فلاں سے ناجائز - مگر شریعت کے مسائل ہمیں کہیں بھی نہیں ملتے - لہذا ثابت ہوا - کہ حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی نیا مذہب نہیں نکالا - اور وہ اسی مذہب کے پیرو تھے جس کے لئے آپ فرماتے ہیں -

ہوئے مسلم دین بہانے - مرن جیون کا بھرم چکلے

میں بھی ۳۵ منٹ ہی بولا - بعد میں عرض کیا - کہ اگر کسی دوست کو کوئی شبہ ہو - تو وہ بیان فرماویں - مگر الحمد للہ کسی کو جرأت نہ ہوئی - بعد میں ایک معزز دوست سے معلوم ہوا - کہ سردار صاحب نے چکوڑ سے دو گرنتھی منگوائے ہیں - جن سے آپ تبادلہ خیالات کر رہے ہیں - اس کے بعد صبح ہمارا قافلہ بطرف روپڑ روانہ ہوا - روپڑ ایک پرانا شہر ہے - صبح ۷ بجے سے چلے ہوئے تقریباً ۳ بجے ہم روپڑ پہنچے - وہاں جس صاحب نے لکچر کرانے کی حامی بھری تھی - ہم نے روپڑ میں قدم رکھا - اور انہوں نے ٹانگہ پر قدم رکھ روپڑ سے جانے کی کی - ہم حیران اور ششدر تھے - کہ اے خدایا یہ کیا ماجرا ہے - ابھی ہم نے روپڑ میں قدم رکھا ہی تھا کہ غیر احمدی مولویوں کے گروہ کے گروہ ہمارے پاس آنے شروع ہوئے اور مباحثہ کے لئے خواہش ظاہر کی - ہم نے کہا کہ ہم مباحثہ کے لئے حاضر ہیں - گورنمنٹ کی اجازت ہو امن کی ذمہ واری پولیس کا انتظام مگر مباحثہ کس کو منظور - دوستوں کو تو صرف ہمیں ستانا منظور تھا - سب انسپکٹر صاحب تحصیلدار صاحب - ہیڈ ماسٹر صاحب کے ذریعہ ہم نے لکچروں کا بہت انتظام کیا - مگر افسوس غیر احمدی دوستوں نے ہمارے کام میں خلل ڈالنا کار ثواب سمجھا

سب انسپکٹر صاحب و تحصیلدار صاحب کو خفیہ خطوط لکھے گئے - کہ اگر ان کا لیکچر ہوا - تو بلوہ ہو جائیگا - یہ ہو جائیگا وہ ہو جائے گا - ہم بازار میں نکلتے تھے - تالیاں پٹتی تھیں ہنسی اڑتی - غرضیکہ ہم نے روپڑ میں عجیب و غریب تماشا دیکھا -

آخر بابو خدا بخش صاحب احمدی کے ذریعہ بابو محمد سلطان صاحب محکمہ نہر کے گھر کے سامنے لکچر کا انتظام ہوا - مگر ہمارے مخالف دوست وہاں بھی خلل ڈالنے سے نہ چوکے - یعنی بابو محمد سلطان صاحب کو ایک بڑا لمبا چوڑا خط لکھا - کہ یہ لوگ ایسے ہیں ویسے ہیں - ان کا لکچر ہرگز نہ ہونے پاوے مگر اللہ تعالےٰ جزاء خیر دے جناب بابو صاحب کو - کہ انہوں نے ایک نہ سنی - لکچر ہوئے اور خوب ہوئے - پہلے ماسٹر صاحب کی تقریر ہوئی - اس کے بعد سکھ اور آریہ مذہب کے متعلق خاکسار کی تقریر ہوئی - تقریر کے ختم ہونے کے بعد جناب شیخ محمد صابر صاحب رئیس و میونسپل کمشنر اور پریذیڈنٹ انجمن اسلامیہ نے خاکسار کو کہا - کہ اپنے اخبار کا پہلا پرچہ میرے نام وی پی کر دیں - اور دوم مجھ سے وعدہ لیا - کہ یہاں آریہ کمار سبھا کے جلسہ پر جب ہم آپ کو بلائیں - تو آپ ضرور آئیں - میں نے عرض کیا - کہ میرا آنا میرے آقا کے اختیار میں ہے - اگر وہ اجازت دیں - تو مجھے کیا عذر - اشاعت اسلام تو ہماری جان اور ہماری روح ہے ؛

ہم نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا - کہ ہم روپڑ سے خالی نہ گئے - اور کلمہ حق پہنچانے میں الحمد للہ ثم الحمد للہ کس طرح سے کامیاب ہوئے - اللہ تعالےٰ جزاء خیر دے جناب بابو محمد سلطان صاحب کو جن کی سعی جمیلہ سے کلمہ حق پہنچانے میں کامیاب ہوئے - چاندنی رات کے تقریباً ۸ بجے ہمارا قافلہ روپڑ سے بطرف بیلہ روانہ ہوا - میں اور ماسٹر عبدالرحیم صاحب اور مولوی عبید اللہ صاحب چھکڑے میں بیٹھے ہوئے تھے - ہمارے اور بھائی پیدل تھے - شیخ رحمت اللہ و چوہدری علی احمد صاحب اور چوہدری فیروز خان صاحب حضرت اقدس کے اشعار پڑھتے جاتے تھے - غرضیکہ رات کا سفر بفضل ایزدی خوب مزے سے کٹا - اور تقریباً صبح ۸ بجے ہمارا قافلہ بیلہ پہنچا ؛ (باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

سکھوں میں تبلیغ کیلئے ایک مشن کی ضرورت

میں ترقی اسلام کے ماتحت کام کرنا اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں

نکتہ چین دوست غور سے پڑھیں

میں نے پچھلے ہفتہ میں پنجاب سندھ اور یو۔پی میں نانک پنتھیوں میں تبلیغ کے لئے مختلف اخبارات میں ایک گشتی چٹھی چھپنے کے لئے بھیجی تھی۔ اسپر میرے بزرگ بھائی شیخ یعقوب علی صاحب نے مجھ پر نکتہ چینی کا ٹڈی دل چھوڑ دیا۔ شیخ صاحب کے دیکھا دیکھی میرے دوسرے معزز بھائی ماسٹر احمد حسین صاحب نے بھی پنجابی کی اس مشہور ضرب المثل پر عمل کرنا ضروری سمجھا۔ "بھنڈا بھنڈاریا کتنا کو بھار اک مٹھی لاہ لے دوجی تیار"۔ پیارو! محمد یوسف نکتہ چینی سے گھبرانے والا نہیں۔ اگر میں نکتہ چینی سے گھبرانے والا ہوتا۔ تو یقیناً میرے لئے قادیان میں رہنا دشوار سے دشوار ہو جاتا۔ ایک اخبار کا ایڈیٹر جب تمام دنیا پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ تو جب اسپر نکتہ چینی کی جاوے۔ تو اُسے ٹھنڈے دل سے سننا چاہیئے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس نکتہ چینی کی بھرمار میں شیخ صاحب جنہیں کہنہ مشق اخبار نویس ہونیکا ناز اور بجا ناز ہے۔ انہوں نے اس نکتہ چینی کی آندھی میں کہاں تک اخبار نویسی کا حق ادا کیا ہے۔

اگر شیخ صاحب نے میری کسی تحریر میں نقص دیکھا تھا۔ تو انہیں اول یہ چاہیئے تھا۔ کہ از راہ کرم برادرانہ طور سے میرے نوٹس میں لاتے۔ اگر میں کسی امر میں کمزوری اور نقص دیکھتا تو میں فوراً اپنی کمزوری کو ترک کرنے کے لئے تیار ہو جاتا یہ بہترین راہ تھی اصلاح کی۔ اور اگر میرے معزز اور بزرگ شیخ صاحب براہ راست اپنے دیرینہ خیرخواہ سے بات چیت کرنا ہتک عزت خیال کرتے تھے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح م کے نوٹس میں لاتے۔ الحمد للہ کہ ہماری جماعت میں حضرت اقدس کی شخصیت ایسی ہے جہاں آکر سب جھگڑے ملے ہو جاتے ہیں۔ مگر نا معلوم میرے معزز بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کی طبیعت نے اس امن اور صلح کی راہ کو ترک کر کے ایکی ضد کو کیوں اختیار کیا۔ شاید میرے بزرگ بھائی کے نزدیک کہنہ اخبار نویسی کا یہ بھی ایک جز ہے۔

میں اپنے معزز دوست کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اخبار نویس کا یہ ایک اعلیٰ اصول ہے۔ کہ وہ حتی الوسع امن اور صلح کی راہ اختیار کرے۔ اور نکتہ چینی کے ٹڈی دل کے ہتھیار کو ایک آخری حیلہ سمجھے۔ ورنہ بجائے صلح کے آزردگی کشیدگی تنفر جگہ لیگی۔ جو ایک کہنہ مشق اخبار نویس کیا ایک نو آموز با اصول اخبار نویس بھی پسند نہیں کریگا۔

پیارے بھائی ضروری تھا۔ کہ آپ میرے کسی نقص کو برادرانہ طور پر میرے نوٹس میں لاتے۔ اگر میں اس پر کان نہ دھرتا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کرتے بس وہاں جا کر تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہے۔ اور ہم سب کی تمام خواہشات حضور کے ارشاد پر قربان۔ جس جماعت پر اللہ تعالےٰ کا یہ فضل ہو۔ اس کے لئے کیا ضرورت ہے۔ کہ وہ آرین اخبار نویسوں کی سی راہ اختیار کرے۔ یہی تو فرق ہے امام اور بدوں امام جماعت کا۔

پیارے بھائی اگر یہ نکتہ چینی کا ٹڈی دل خاکسار تک ہی موقوف رہتا۔ تو غالباً مجھے اس کا زیادہ احساس نہ ہوتا مگر بھائی جان! اسکا کیا علاج کہ آپ کی عادت ہو چکی ہے یہی تو وجہ ہے۔ کہ مجھے زیادہ احساس ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے ؏

جو خال سے گذرا وہ بیشک مصا ہوا

پیارے بھائی! اسی الحکم کے صفحہ ۶ پر مدرسہ البنات پر بھی آپنے اپنی نکتہ چینی کے ریزوں کی ایک مٹھی پھینکی ہے مدرسہ البنات کی حالت اچھی ہے۔ یا بری۔ مجھے اس سے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ ایسی ہی ہو جیسی آپ فرماتے ہیں۔ مگر چوتھائی صدی کے اخبار نویسی کے تجربہ کے بعد میرے بزرگ بھائی نے جو اصلاح کا طریقہ نکالا ہے وہ میرے نزدیک بھگے کے سر پر موم رکھ کر پکڑنے کی نسبت زیادہ مفید نہیں۔

پیارے بھائی ضروری تھا۔ کہ پہلے آپ صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلاتے۔ اگر انجمن احمدیہ توجہ نہ کرتی۔ تو آپ کو حق پہنچتا تھا۔ کہ آپ مدرسہ البنات کے متعلق لکھتے۔ اور دل کھول کر لکھتے۔ تو سب سے پہلے اس کام میں آپ کا ہاتھ بٹانے والا آپ کا دیرینہ غلام ہوتا۔

پیارے بھائی میں آپ کی شکایت کیا کروں۔ میں خود اپنے آپ پر بھی شاکی ہوں۔ مثل مشہور ہے بچوں کو بزرگوں کی عادات بہت بھایا کرتی ہیں۔ آپکے دیکھا دیکھی پہلے میں نے بھی نکتہ چینی کو کہنہ مشق اخبار نویسی کا جز سمجھ لیا تھا۔ گو اس شعبہ میں میں آپ جیسا نام تو حاصل نہ کر سکا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض لوگوں کی نظریں مجھ پر ضرور پڑنے لگیں۔ مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل نے میری دستگیری فرمائی۔ اور میں بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ تو میروی براہ ترکستان است

درد دل سے دعا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ میرے بزرگ بھائی کو بھی اس نعمت سے سرفراز فرماوے

پیارے بھائی آپ کی نکتہ چینی کی بھرمار والا پرچہ مجھے اس وقت ملا۔ جبکہ میں دار الامان سے دور اور نواں شہر میں آریہ سماج کے کیمپ پر گولہ باری میں مصروف تھا۔ ایک سناتنی اور ایک آریہ پنڈت میری گولہ باری کی تاب نہ لا کر توڑے دار بندوقوں کے فائر مجھ پر کر رہے تھے۔ پیارے بھائی میں نے آپکے پرچہ کو اثناء مباحثہ میں سرسری نظر سے پڑھا۔ ہنسا۔ پرنم ہوا۔ اور پھر پرنم ہوا مگر اس بات کو سوائے ایک دوست کے اور کسی نے۔ بھانپا اور مباحثہ کے خاتمہ کے بعد اسی دوست نے ہنسنے اور رونے کا سبب مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ میں ہنسا تو اس لئے۔ کہ قدرت نے بارے

سپرد تو یہ کام کیا ہے۔ کہ ہم دشمنان اسلام کو نیچا دکھلائیں۔ اور انہیں راہ راست پر لائیں۔ مگر ہمارے بزرگ بھائی شیخ یعقوب علی صاحب کے سپرد قدرت نے یہ کام کیا ہے۔ کہ وہ مجاہد بھائیوں پر ہی گولہ باری کریں اور رونا اس بات کا ہے۔ کہ خدا اس شغل سے میرے مکرم و بزرگ شیخ کو جلد نجات دے۔ اور پھر رونا اس بات کا ہے۔ کہ جس بات کے لئے انہوں نے اتنا وقت ضائع کیا۔ اگر وہ مجھ سے ذکر فرماتے۔ تو انشاء اللہ نعم میں ان کی بہت جلد تسلی کر دیتا۔ اور ایسے چار کالم کسی اور مفید کام آتے۔ اگر میرے بھائی مجھ پر اپنے اخبار میں نکتہ چینی نہ کرتے۔ تو میں بھی ان امور کو اخبار میں نہ لاتا۔

KHILAFAT LIBRARY

میں نے اپنے بھائی کی نکتہ چینی کو پڑھ کر وہیں بیٹھے بیٹھے چند سطور کی چٹھی آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھیجدی۔ جسکا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سکھوں میں اشاعت اسلام کیلئے ایک مشن کی ضرورت

"پیارے بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں نے ۲۱ جون کے الحکم میں دارالامان سے دور بیٹھے ہوئے سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تبلیغی مشن کے متعلق نکتہ چینی کو پڑھا۔ میں ہر ایک نکتہ چینی کو جو نیک نیتی سے کی جاوے۔ قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ایک اخبار نویس جب تمام دنیا پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ تو اسے اپنے متعلق نکتہ چینی کو بھی ٹھنڈے دل سے سننا چاہیئے۔ میں آپکی نکتہ چینی کی قدر کرتا ہوا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میرا ہرگز یہ منشا نہیں ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے سایہ عاطفت سے الگ ہو کر کوئی تبلیغی کام کیا جاوے۔ نا اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے حتی کہ خواب میں کبھی میرے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوا۔ میں ترقی اسلام کے ماتحت کام کرنا اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتا ہوں میری چٹھی کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب نہیں کہ کیسا مشن قائم ہونا چاہیئے۔ (چنانچہ میری چٹھی میں یہ جلی حروف ہیں۔ جو حسن اتفاق سے جناب کے اخبار میں بھی جلی ہی چھپے ہیں۔ کہ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں ایسے مشن کی ضرورت ہے۔ جو تبلیغ اسلام کے کام کو بسر و چشم بجا لائے۔ نور) ہونا چاہیئے اور ہو گیا میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے سایہ عاطفت سے الگ یہ مشن قائم ہو جاتا۔ تو جناب کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ آپ اس کے لئے نکتہ چینی کے واسطے قلم اٹھاتے۔ ایک مفید کام کے لئے بعض سعید روحوں میں تحریک کرنا ایک الگ امر ہے اور ان کے ہاتھ میں کسی کام کو دیدینا دوسرا امر ہے۔ ہر دو میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر جو بات ایک شخص کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ اس بات کو اس شخص کی طرف منسوب کرنا حق رسی اور انصاف پرستی سے بعید ہے۔

ڈیڑھ یا دو ماہ کی بات ہوگی۔ کہ میں نے ناگری ہندی ہندی اور اردو کے چار ٹریکٹ جو سکھوں اور نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم کئے تھے۔ آپ کی خدمت میں بغرض ریویو بھیجے۔ پیسہ اخبار اور اہلحدیث تک نے ان ٹریکٹوں پر ریویو لکھے۔ **مگر آپ نے اس پر اپنی قلم کو جنبش دینا غیر ضروری سمجھا**۔ حالانکہ بحیثیت اخبار نویس ہونے کے آپ کا یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ آپ ان کے مفید یا غیر مفید ہونے پر لکھتے۔ تاکہ میں آپ کی اس نکتہ چینی کو دوستانہ سمجھ کر اسکا زیادہ احساس نہ کرتا۔ امید کہ آپ میری ان سطور کو اپنی موقر اشاعت میں جگہ دیکر مجھے ممنون کریں گے۔ ایک اخبار نویس جب کسی پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اخبار میں اس کے جواب کو بھی جگہ دے۔ تاکہ ناظرین کو طرفین کے خیالات کا موازنہ کرنے کا موقع مل جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے خیالات کو اپنے اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کریں گے۔"

آپکا مخلص

محمد یوسف ایڈیٹر اخبار "نور" حال وارد نواں شہر

(ضلع جالندھر) مورخہ ۲۶۔ جون ۱۵ء

ممکن ہے۔ میرا معزز بھائی اس پر یہ اعتراض کرے۔ کہ کسی کے سامنے ایسی تحریک کرنا ہتک ہے۔ پیارے بھائی پیٹ پوجا اور دنیوی اغراض کے لئے کسی غیر احمدی یا ہندو کے آگے دست دراز کرنا بیشک ایک احمدی کے لئے موت کے برابر ہے۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے۔ کہ پیٹ پوجا کے لئے غیر احمدی کو چھوڑ ایک احمدی کا دوسرے احمدی کے سامنے بھی ہاتھ بڑھانا معیوب اور اشد معیوب ہے۔ مگر دینی اشاعت کے لئے کاسہ گدائی لینا اور دیگر سعید ارواح سے بھیک مانگنا۔ بلکہ میں تو دینی کام میں اور اشاعت اسلام میں غیر احمدی چھوڑ ہندوؤں میں بھی تحریک کرنا معیوب نہیں سمجھتا۔ دو تین سال کی بات ہے کہ میں ایک جگہ لیکچر کے لئے گیا۔ وہاں کے انسپکٹر پولیس سے میری ملاقات ہوئی۔ انسپکٹر صاحب راسخ الاعتقاد آریہ اور کنجوس تھے۔ میں نے ان کے سامنے مدرسہ احمدیہ لنگر خانہ وغیرہ کی ضروریات کو رکھا۔ اور انہوں نے عہ روپیہ میرے حوالہ کیا۔ جو وہاں کی انجمن کے سکرٹری کے ذریعہ خزانہ صدر انجمن میں بھیجدیا گیا۔ پیارے بھائی مذہب کی اشاعت کے لئے بے عزتی کیا۔ بفضل خدا ہمارے سلسلہ نے بڑھنا اور پھلنا پھولنا ہے۔ وہ وقت قریب ہے۔ جب انشاء اللہ تعالے ہمیں اچھوت اقوام ہندو لوگ جنکا سایہ لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ وہ اچھوت اقوام جن کی بعض عادات اور خصائل کو دیکھ کر ایک جنٹلمین ناک بھویں چڑھا کر دور بھاگتا ہے۔ مگر ہم لوگوں کو تیار رہنا چاہیئے۔ کہ ہم ان اچھوت اقوام میں بخوشی محبت اور اخلاص سے کام کریں گے۔ اور ہم اس کام کو آن واحد کیلئے بھی ہتک عزت نہیں سمجھیں گے۔ بلکہ اسے کمال عزت اور آبرو کا موجب سمجھیں گے۔ ہاں بے عزتی ہے۔ تو کسی کے سامنے اپنی دنیوی غرض کے لئے دست دراز کرنا مضائقہ نہیں۔ خواہ وہ کسی نامی بڑے حکیم کے سامنے ہوں یا کسی نواب مہاراجہ کے حضور۔

پیارے بھائی۔ بعض سعید ارواح کے سامنے اس تحریک کو پیش کرنے سے سوائے اس کے اور کچھ مطلب نہ تھا۔ کہ ترقی اسلام کا فنڈ آجکل کمزور ہے اور نئے کام کا مزید بوجھ ڈالنا میں نے مناسب نہ جانکر یہ خیال کیا۔ کہ یہ لوگ جو کچھ بھی دیں گے۔ وہ گویا ایک رنگ میں ترقی اسلام کا ہاتھ بٹائیں گے۔ اور بوجھ ہلکا کریں گے۔ ورنہ میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس جن کے قلب میں اشاعت اسلام کے لئے ان تھک جوش اور بے چین دل ہے۔ اگر میں اشارۃً بھی حضور کے سامنے لکھوں میں اشاعت اسلام کے سوال کو پیش کرتا۔ تو حضور فی الفور توجہ فرماتے۔ مگر موجودہ حالات کے مشکلات پر نظر کر کے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اگر اس کار خیر میں اور سعید ارواح بھی ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تو اس میں کوئی برائی نہیں۔ بہرحال کام ترقی اسلام کے ماتحت ہوگا۔ اور حضرت اقدس کی منشار کے مطابق یہ تو تھی حقیقت۔ اور میری نیک نیتی کا آئینہ۔ جسکا میرے دوست نے رائی کا پہاڑ بناکر کچھ کا کچھ دکھلایا۔ بہرحال میں شکور ہوں کہ میرے معزز دوست نے مجھے لوگوں کے سامنے اس دینی کام کے لئے دست دراز کرنے سے نجات دلائی۔ ورنہ خدا جانے مجھے کس کس تگ و دو سے کام لینا پڑتا۔ اب میں بعض سعید ارواح کے سامنے اس کار خیر کے لئے اعانت کے پہلو کو ترک کر کے اس کار خیر کے واسطے اپنے کل مطالبات ترقی اسلام کے سامنے رکھتا ہوں۔

باقی میرے بزرگ بھائی نے جو مجھ پر یہ بدظنی کی ہے کہ میں کونسا اسلام پیش کروں گا۔ سو میرے بھائی کو یہ نوٹ کر لینا چاہیئے۔ کہ میں وہی اسلام پیش کروں گا۔ جو میں نے سیکھا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ میں نے کونسا اسلام سیکھا ہے۔ اگرچہ اکثر اوقات مجھے تنہا لکچر دینے کے واسطے جانے کا اتفاق ہوا۔ مگر دو چار دفعہ مجھے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب اور ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے ساتھ بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ ان دونوں بھائیوں سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ محمد یوسف کونسا اسلام پیش کیا کرتا ہے۔ مفتی محمد صادق صاحب تو آجکل قادیان میں ہیں ماسٹر عبدالرحیم صاحب بھی دور نہیں۔ آپ ذرا دو قدم چلکر ان سے دریافت کرلیں۔ اگر اسطرح دریافت کرنے سے اخبار نویسی کے اصول میں کچھ فرق آتا ہو۔ تو آپ بذریعہ تحریر دریافت فرمالیں۔ بات چار منٹ میں طے ہو جائے گی۔ باقی رہی بدظنی۔ سو اس کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہ تھا۔

رہا یہ سوال کہ اسوقت نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کی کسقدر ضرورت ہے۔ سو یہ تو سب احمدی اور اکثر اور لوگ بھی اس امر کو مانتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ اور باخدا مسلمان تھے۔ اس کے لئے خاکسار ایڈیٹر نور نے سکھ صاحبان کی مسلمہ کتب سے جو لٹریچر پیدا کیا ہے۔ وہ اس امر کا کافی سے بڑھ کر شاہد حال ہے۔ پنجاب میں بکثرت خالصہ صاحبان آباد ہیں۔ یو۔پی میں بکثرت نانک پنتھی اور علاوہ بریں تمام سندھ نانک پنتھیوں سے بھرا پڑا ہے۔ سندھ اور یو۔پی میں مجھے دو چار مرتبہ نانک پنتھیوں میں لکچر دینے کا اتفاق ہوا۔ ان لوگوں نے کمال محبت اور اخلاص سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو سنا۔ اور ان لوگوں نے خاکسار کے ساتھ اسقدر اخلاص اور عقیدت کو ظاہر کیا۔ کہ بعض نانک پنتھی دوستوں نے کمال محبت اور اخلاص سے دعوتیں کیں۔ جب میں نے ان لوگوں میں اسقدر سعادت کو دیکھا۔ تو میں نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے ہندی میں ٹریکٹ چھپوایا۔ اور یو۔پی کے نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم کیا۔ اور ایک معزز دوست کی اعانت سے سندھی میں ٹریکٹ لکھا۔ اور اکثر نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم ہوا۔ سندھ میں خاکسار کے دو چار لکچروں کا یہ اثر ہوا۔ کہ خدا کے فضل سے تمام سندھ میں شور مچ گیا۔ اور پھر سندھی ٹریکٹ نے بفضل خدا اور بھی سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ چنانچہ جب سندھی کا ٹریکٹ نانک پنتھیوں میں شائع ہوا۔ تو سندھ میں دھوم مچ گئی۔ اور اس ٹریکٹ نے سندھ کے نانک پنتھیوں پر کیسا عمدہ اور اعلیٰ اثر کیا۔ چنانچہ اس کے لئے میرے معزز دوست چوہدری گل باز خان صاحب کا یہ خط کافی سے بڑھ کر روشنی ڈالتا ہے۔ جو انہوں نے ماہ جون ۱۹۱۷ء میں مجھے لکھا اور جو ۲۴ جون ۱۹۱۷ء کے نور میں چھپ چکا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ

KHILAFAT LIBRARY

"ہمارے سندھی ٹریکٹ نے بہت فائدہ کیا۔ ہندو مانتے ہیں۔ کہ بہت خوب لکھا ہے۔ اور سچ ہے۔ کہ مذہب پر بحث بہت چلتی ہے۔ ایک ہندو اخبار کے ایڈیٹر نے بحث کرتے وقت کہا۔ کہ ہمیں اسلام کی خبر نہیں سمجھاؤ۔ اب میں اتنی تشفی کہاں سے لاؤں۔ جو انہیں اسلام سمجھا سکوں۔ بہت اسلام کے قائل ہوگئے ہیں مگر ان کی حالت قابل رحم ہے۔ عیال و اطفال چھوڑنا مشکل ہے۔ ایک دیوان ہندو بالکل قائل ہوگیا۔ اپنے قبیلہ کو سمجھا رہا ہے۔ قبیلہ کے ساتھ اس کا خیال ہے۔ کہ اسلام قبول کرے"۔

یہ ٹریکٹ کے اسوقت کا اثر ہے۔ جب وہ تازہ تازہ سندھی نانک پنتھیوں میں تقسیم ہوا۔ دوست خیال فرمائیں۔ کہ اسوقت اس ٹریکٹ نے سندھ کے نانک پنتھیوں پر کیسا عمدہ نیک۔ اور اچھا اثر ڈالا کہ تمام سندھ کے نانک پنتھیوں میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کی خبر ایک بجلی کی رو کی طرح پھیل گئی۔ اور اکثر ایسی سعید ارواح پیدا ہو گئیں۔ جنہوں نے دبدھا وغیرہ سے دوری کا اظہار کیا۔ ہندوستان کے سندھیوں کے دلوں میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کمال کی عزت اور شردھا ہے۔ اور حقیقتاً سندھ کے کل ہندو لوگ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں۔ جب ان لوگوں کے سامنے کمال صفائی سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا نماز پڑھنا قرآن شریف پر ایمان۔ روزوں کی ادائیگی حج کعبہ شریف کے واقعات کو رکھا گیا۔ تو ان لوگوں کے دلوں میں اسلامی عظمت اپنا گھر کرنے لگی۔

جب محمد یوسف نے سندھ کے نانک پنتھیوں کا اسلام کے ساتھ لگاؤ دیکھا۔ تو بیچارہ محمد یوسف رو بیٹھا۔ چیخا چلایا۔ آخر ہچکیاں لے کر خاموش ہوگیا۔ میں نے ہاتھ

لئے واسطے ڈالے۔ کہ سندھ میں نانک پنتھیوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں تبلیغ کے لئے میدان بہت وسیع ہے۔ وہاں کے نانک پنتھی اسلام کے بہت قریب آرہے ہیں۔ میرا لکھتے لکھتے قلم گھس گیا۔ آواز بیٹھ گئی۔ مگر توجہ نہ ہوئی۔ اب ایک سال کے بعد حالات نے کسقدر پلٹا کھایا۔ کیا کا کیا ہوگیا۔ آخر سندھ کے نانک پنتھیوں کی متغیر حالت کو دیکھ کر آریہ بھائی اور سکھ صاحبان کیسے خاموش رہ سکتے تھے۔ وہ خالی میدان دیکھ کر کود پڑے اور اب ہماری نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کی تحریک کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ سو اس کے لئے کل ہی مجھے چوہدری گل باز خان صاحب سپرنٹنڈنٹ کا خط ملا۔

کیونکہ سندھی دوست اردو کم جانتے ہیں۔ اس لئے چوہدری گل باز خان صاحب کا خط بھی سندھی اردو میں ہی ہے۔ مگر جو باتیں آپ کی قلم سے نکلی ہیں۔ وہ درد اور اخلاص سے نکلی ہیں۔ اس لئے میں ان کے کسی حرف میں اصلاح کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور ان کا خط جوں کا توں ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ ناظرین اس خط کے پڑھنے سے کافی اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ حقیقتاً سندھ میں کسقدر کام کی ضرورت ہے۔ آپ کا خط درج ذیل ہے:۔

"ڈیئر شیخ صاحب محمد یوسف صاحب

السلام علیکم۔ ہمارے کتاب کا جواب ایک تو خیرخواہ اخبار لاڑکانہ میں ہفتہ وار نکلا۔ دوسرا ایک جواب پیر بخش بھٹہ سے نکلا۔ جو ہم نے اب تک نہیں دیکھا ہے۔ بولتے ہیں کہ وہ پریس میں چھپنے کے وقت بند کیا گیا۔ تیسرا جواب ایک مسٹر دیارام ہیمراج تیجوانی جو بولتے ہیں۔ کہ پکا آریہ ہے اس نے بنایا ہے۔ آپ کو پہلے بھی اس کتاب کے بارے میں لکھتا ہوں۔ اس کا جواب آپنے یہ دیا کہ کتاب کا اردو ترجمہ کرکے روانہ کریں۔ پھر ہم جواب دیں گے۔ کتاب ہمارے کتاب سے ڈبل ہے۔ اور سندھی سے اردو کرنا بھی تو مشکل ہے۔ مگر پھر بھی ٹوٹی پھوٹی اردو میں ترجمہ کرکے روانہ کروں گا۔ فی الحال ۲۰ صفحہ کتاب کے جس میں سات باب مکمل آگئے ہیں۔ ترجمہ کرکے روانہ کرتا ہوں۔ آپ خیال کرلیں۔ کہ اس کے ترجمہ میں کتنی محنت اور تکلیف اور وقت ضائع ہمارا ہوا ہوگا۔ یہ اس لئے لکھتا ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اس کو ایکطرف پھینک دیں اور خیال نہ کریں۔ یہاں اس آریہ والے کتاب نے بالکل بہت کام کیا ہے۔ بہت لوگ جو بالکل ہمارے کتاب کے پڑھنے سے پانی ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ ویدوں اور شاستروں کو کم زیادہ بولتے تھے۔ اور بالکل نہیں مانتے تھے۔ قرآن کریم کی عزت ان کے دل میں گڑ گئی تھی۔ اب اس کتاب کے پڑھنے سے ان کے خیالات پھر بدل گئے ہیں۔ اور بہت ہمارے پاس آتے ہیں۔ کہ اس کا جواب دیں۔ ایک نے تو یہاں تک لاف زنی کی ہے۔ کہ جواب کے چھپوانے کے واسطے ہم بھی کچھ خرچ کردیں گے۔ علاوہ اس کے یہاں الحق کے سوا سب پرچے ہندوؤں کے ہیں۔ الحق نے تو خوب اس آریہ کی مٹی پلید کی۔ جو شلوک ستیارتھ پرکاش سے بابا نانک کے متعلق تھے وہ لکھ کر کہا۔ کہ اگر دوسرا جواب دیتا تو اور بات تھی۔ مگر ایک آریہ جسکا گورو دیانند صاحب یوں کہتا ہے۔ کسطرح باوا نانک کے متعلق اب ایسا لکھتا ہے۔ دوسرے اخباروں نے بالکل کتاب کی تعریف کی اور اتنا بھی لکھا۔ کہ عجب ہے۔ کسطرح مسٹر گلباز خان کو اتنی ہمت ہوئی ہے کہ اسقدر ہندو مذہب کے لئے لکھا ہے۔ سندھ گزٹ نے لکھا ہے۔ کہ شاید شلوکوں کے معنی برابر نہیں سمجھی گئی ہیں۔ خیر سب اخباروں نے اس کتاب کی تعریف کی ہے۔ ایک سیٹھ نے کتاب مفت سب ٹکانوں اور شوالوں میں اور سماجوں میں تقسیم کیا ہے۔ اس کو بولتے ہیں۔ سمت اور دھرم رکھشا کی محبت۔ کتاب کی قیمت سات آنہ رکھی ہے۔ تاہم بہت بکتا ہے۔

اب اگر ہم اس کا جواب مکمل نہیں بنائیں گے۔ تو ساری محنت رائیگاں جائے گی۔ بلکہ گردن نیچے کرنی پڑے گی۔ آپ رہے قادیان میں۔ مگر ہم تو ہر وقت ان کے سامنے ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ہنسی ہو۔ آپ بڑے غور سے یہ سات باب پڑھیں اور ان کا جواب بالکل خیال سے تیار کریں۔ خیال کریں کہ مسٹر دیارام مصنف نے کتنی سخن باشی کی ہے۔ کتنے کتاب ٹٹولے ہیں۔ اور کیا خوب بچاؤ کیا ہے میں اس کو آفرین دیتا ہوں۔ اس نے بہت اچھی طرح سمجھایا ہے۔ ہمارا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ گرو نانک کے قول اسطرح اسلام کے طرف مائل تھے۔ مگر دیارام نے دوسرے گروؤں کے وچن پیش کئے ہیں جن سے اپنا مطلب کچھ نہیں۔ اس کے کتاب میں پندرہ باب ہیں۔ سات روانہ کرتا ہوں۔ باقی آٹھ بھی امید ہے کہ روانہ کروں گا۔ آپ ان کا جواب بنائیں۔ کسی اخبار میں آپنے لکھا تھا۔ کہ وید ایک رشی کے بنائے کتاب ہیں۔ کیونکہ ان میں بہت ایسی ایسی باتیں ہیں جو پیچھے ظہور میں آئی ہیں۔ مثلاً لڑائی کے آلات خبر نہیں۔ کہ ایسی بہت سی باتیں جو پیچھے ہونگی وہ ویدوں میں ہونگی۔ اگر یہ پتہ نکالو۔ تو خوب ہوگا۔ کسی وید میں اگلے آدمی جانوروں کی قربانیاں کرتے تھے۔

KHILAFAT LIBRARY

مطلب یہ ہے۔ کہ یہ کتاب جو جواب میں بنایا جاوے خوب مکمل ہونا چاہئے۔ اور بہت کچھ نانک جی کی شبد اور قرآن کریم سے ان کا ملاپ ظاہر کرنا چاہئے۔ اور اسلام کے ستون کو خوب کھولنا چاہئے۔ کیونکہ اب یہ ہندو اس جواب کو دل سے پڑھیں گے۔ اس جھگڑے سے فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اسلام کے اصول ان کے کانوں تک پہنچ جائیں گے۔ اب ساری سندھ کی آنکھیں ہمارے طرف ہیں۔ کہ کب جواب نکلتا ہے۔ اس جواب کا نام "پیغام صلح اور بابا نانک" رکھنا چاہئے۔ اور ثابت کرکے دکھانا چاہئے۔ کہ حضرت محمد صاحب نے اسلام کو نہیں نکالا مگر اسلام حضرت آدم سے چلا آتا ہے حضرت نے اگلے مذہبوں کو چھان کرکے ہی سچا اسلام قائم کیا

کوشش کی جاوے۔ اور چندہ خوب ہو۔ تو یہ کتاب ہم بھی مفت تقسیم کریں۔ تاکہ اسلام کی خوبی سب پر ظاہر رہے۔ آپ کو کام تو ضرور بہت ہے۔ مگر اب وقت آیا ہے۔ جو کوشش کرکے اسلام کی خدمت کی جاوے۔ اور اس جوش میں اگر ہوتا والی ایک پوری چوٹ لگی۔ تو بہت اثر ہندوؤں پر جم جائیگا"۔

گل بازخان۔ حیدرآباد۔ ۲۹ تاریخ جون سنہ ۱۵ء

اس خط کے پڑھنے سے ہرایک بہی خواہ ملت اس امر کا کافی سے بڑھ کر اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ سندھ میں کس قدر کام کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہم نے چندروز اور سستی سے کام لیا۔ تو پھر گذرا ہوا وقت ہاتھ نہیں آئیگا۔ اور کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً سندھ یو۔ پی اور پنجاب سے نانک پنتھیوں اور خالصہ صاحبان کے خطوط حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے متعلق آتے رہتے ہیں۔ وہ الگ ہیں۔ مضمون پہلے ہی زیادہ ہو گیا ہے۔ جگہ کم ہے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو کسی دوسرے موقعہ پر ان خطوط کو درج کروں گا۔

پیارو! آپ مذکورہ بالا خط کے پڑھنے سے اس امر کا کافی پتہ لگا سکو گے۔ کہ سندھ میں تبلیغ اسلام کے لئے کسقدر دائرہ وسیع ہے ضرورت ہے۔ کہ جسقدر جلدی ممکن ہو سکے۔ سندھ میں کام شروع کردیا جاوے۔ اور اگر سستی سے کام لیا گیا۔ تو شاید پھر یہ موقعہ ہاتھ نہ آئے۔ اب اہل سندھ کے دلوں میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے متعلق چھان بین کے لئے ایک خاص جذبہ اور تحریک پیدا ہو چکی ہے۔ اس تحریک سے فائدہ اٹھانا چاہئیے اور اگر ہم نے سستی سے کام لیا۔ تو آریہ دوست تو میدان صاف دیکھ کر کام کے لئے کود ہی پڑے ہیں۔ اور اگر ہم نے اور سستی سے کام لیا۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ کہ آریہ دوست سندھ کے تمام نانک پنتھیوں کو آریہ بنالیں۔ اور ہم منہ دیکھنے کے دیکھتے رہ جائیں۔

میں ترقی اسلام کے ماتحت کام کرنا اپنے لئے خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ اگر ترقی اسلام اس عظیم الشان کام کو اپنے ہاتھوں میں لے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل ہوگا۔ میں تو ایک سپاہی ہوں۔ سپاہی کا کام تو حکم کے ماتحت کام کرنا ہے۔ جیسا مجھے حکم ہوگا۔ میں ویسے اُسے بجا لاؤں گا۔

KHILAFAT LIBRARY

جب پہلے باوا نانک کے مذہب اور عقیدہ کے متعلق سندھی میں ٹریکٹ لکھ کر وہاں کے نانک پنتھیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے اثر کے متعلق بھی اسی مضمون میں ایک معزز دوست کا خط درج کرچکا ہوں۔ اور پھر اس طرف سے ہماری خاموشی اختیار کرنے کے بعد سکھوں اور آریوں نے جو اندھا دھند ٹریکٹ شائع کئے اب جو اس کا اثر سندھ میں ہو رہا ہے۔ وہ بھی چوہدری گل باز خان صاحب کے خط سے جو اس مضمون میں درج کیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ دریں حال دوست جو مشورہ مجھے دیں۔ میں بخوشی اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اگر انجمن ترقی اسلام اس کارِ خیر کو اپنے ہاتھ میں لے۔ تو میں بخوشی اور بدل وجان کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مدعا تو یہ ہے۔ کہ اب وقت کو غنیمت سمجھ کر کام شروع کردیا جاوے۔

کیا میرے معزز شیخ صاحب سندھ میں اشاعت اسلام کے لئے اس اشد ضرورت کو محسوس کرکے اشاعت اسلام کے ضروری اور اہم پہلو پر بھی اپنے اخبار گوہربار میں روشنی ڈالیں گے۔ لعنا تو اسی بات کا ہے۔ اگر میرے معزز شیخ صاحب تاریک اور روشن پہلو کو اپنی اپنی جگہ پر دکھلائیں۔ تو پھر نکتہ چینی کا رنج اور افسوس ہی کیا ہو سکتا ہے۔ ہندی۔ سندھی۔ گورمکھی۔ اردو وغیرہ کے ٹریکٹ جو سندھ اور یو۔ پی کے نانک پنتھیوں میں لغرض اشاعت اسلام تقسیم کئے گئے۔ جن کا اعلیٰ اور بینظیر اثر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن کو پڑھ کر اکثر نانک پنتھی بفضل خدا ویدوں اور شاستروں سے دور ہو گئے۔ قرآن کریم کی محبت ان کے قلوب میں گڑ گئی۔ اکثر اسلام کے قریب آگئے۔ مگر جب یہ ٹریکٹ مکرم ومعظم حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں لغرض ریویو بھیجے جاتے ہیں۔ تو آپ ریویو کے لئے بالکل خاموش رہتے ہیں۔ غضب پر غضب تعجب مہاراجہ صاحب الجے گڈھ کی بنائی ہوئی عینک کی تعریف میں تو ہمارے شیخ صاحب کالم کے کالم لکھ ڈالتے ہیں۔ مگر اشاعت اسلام کے متعلق مفید ٹریکٹ جنہوں نے بفضل ایزدی سندھ کے نانک پنتھیوں میں بے نظیر کام کیا۔ جنکو پڑھ کر اکثر سندھی نانک پنتھی ویدوں سے دور اور اسلام کے قریب ہو گئے قرآن شریف کی محبت ان کے دلوں میں گھر کرنے لگی۔ ان بے نظیر ٹریکٹوں کے ریویو کے متعلق آپ بالکل خاموش رہنا ہی اشاعت اسلام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بحیثیت اخبار نویس کے آپ کا فرض تھا۔ کہ آپ ان کے مفید یا غیر مفید ہونے کے متعلق لکھتے۔ شاید کہنہ اخبار نویسی کا یہ بھی ایک جُز ہو۔ کہ جو چیز مفید ہو۔ اس کے متعلق بالکل کچھ نہ لکھو۔

اگر معزز شیخ صاحب ان مفید ٹریکٹوں کے متعلق اس نکتہ چینی سے نصف۔ نصف سے نصف بھی جوش دکھلاتے۔ تو مجھے ہرگز آپ کی اسوقت کی نکتہ چینی کا رتی بھر بھی احساس نہ ہوتا۔

بہرحال اسوقت ضرورت ہے کام کی۔ ہمیں چاہئے۔ کہ اس وقت ہم تمام باتوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے آپ کو اشاعت اسلام کی طرف لگادیں۔ اور سب ملکر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ آپ دوستوں نے دیکھ لیا۔ کہ سندھ میں اسوقت اشاعت اسلام کی کسقدر ضرورت ہے میں ترقی اسلام کے ماتحت کام کرنا بخدا اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتا ہوں۔ اس مفید تحریک کی وسعت سے جو کچھ میرا منشاء تھا۔ وہ میں عرض کرچکا ہوں ضرورت ہے کہ ہم سندھ میں اشاعت اسلام کے کام کو جسقدر جلدی ممکن ہو سکے شروع کردیں۔ اگر دن ہے تو رات کا انتظار نہ کریں۔ اگر رات ہے تو دن کے منتظر نہ رہیں۔ آریوں نے میدان خالی پاکر کام شروع کردیا ہے۔ اگر ہم نے چندروز اور خاموشی اختیار کی۔ تو پھر یہ گذرا ہوا وقت ہاتھ نہیں آئیگا۔ خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے اپنے تن من دھن کو قربان کرنے میں دریغ نہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

۱۷ جولائی ۱۹۱۵ء شنبہ

روزوں کی فضیلت

فرمایا آنحضرت صلعم نے صبر نصف ایمان ہے۔ اور روزہ نصف صبر ہے۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جس نے اپنے کھانے پینے کی خواہش خاص میرے لئے چھوڑی ہے۔ اسکی بدلہ میں دونگا۔ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ اور فرمایا۔ کہ روزہ وہ ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو۔ تو فحش نہ کہے۔ نہ جہالت کرے۔ نہ کسی سے لڑے جب کوئی گالی دے۔ تو کہدے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا۔ روزہ امانت ہے لازم ہے کہ تم میں سے ہر کوئی اپنی امانت کی حفاظت کرے۔ اور آیت ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا پڑھ کر دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھا۔ اور فرمایا۔ کہ کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا۔ امانت ہے۔ (ابوداؤد) اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفی عنکم فالان باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذالک یبین اللہ آیاتہ للناس لعلھم یتقون (بقرہ) روزہ کی رات تم کو اپنی بیویوں سے اختلاط مباشرت جائز ہے۔ وہ تمہاری پوشش ہیں اور تم ان کی۔ خدا کو معلوم ہوا۔ کہ تم اپنے حق میں خیانت کرتے تھے۔ (روزہ کی رات کو مباشرت کرکے) پس اللہ نے تم پر مہربانی کی۔ اور تم کو معاف کر دیا۔ اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم کو صبح کی دھاری کالی دھاری سے صاف جدا نظر نہ آوے پھر تم روزہ کو رات (شام) تک پورا کرو۔ اور جس وقت تم مسجدوں میں اعتکاف کو بیٹھے ہو۔ تو عورتوں سے مطلق مباشرت مت کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ سو ان کے قریب مت جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ کہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔ اس آیت سے روزہ کا شروع وقت افطار کا صحیح طور سے معلوم ہوتا ہے ؛

اسلام کی فضیلت

اللہ اکبر جس طرح مسلمانوں کا دین ان کی دینی کتاب ان کا ہادی تمام دنیا کے دینوں اور کتابوں وغیرہ سے اچھا ہے۔ اسی طرح طریق عبادت و شعائر مذہبی بھی اعلیٰ و افضل اور جامع و مانع ہیں سبحان اللہ اسلام نے کیا متوسط و معتدل طریقہ اختیار کیا ہے اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تو آنحضرت صلعم کی بار آور و میٹھا پھل لانے والی تعلیم اور ہدایت سب سے زیادہ روشن اور ظاہر ہیں۔

روزوں کی فضیلت ایک عیسائی کی زبان سے

ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے۔ کہ رمضان کے روزوں کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے۔ کہ وہ عیسائیوں کے اس اعتراض کا پورا جواب ہے۔ کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے سامان دکھلا کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کارلائل کا قول ہے۔ کہ محمد (فداہ روحی) کا مذہب آسان مذہب نہیں ہے۔ اس میں سخت روزے نفاست اور پاکیزگی کے قواعد و دشوار پیچیدہ مسائل پانچوں وقت کی نماز شراب سے پرہیز موجود ہے۔ اسلام کو اس وجہ سے ترقی نہیں ہوئی۔ کہ وہ آسان مذہب تھا۔ بلکہ اس لئے کہ اس میں تقویٰ اور طہارت کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی ریاضت بھی موجود ہے ؛

تمام مذاہب میں روزے کی تعلیم

روزے ہر ایک قوم میں تقویٰ و طہارت۔ پاکیزگی کا ذریعہ مانے گئے ہیں۔ اور ہر ایک قوم ایک یا دوسرے رنگ میں اس کی قائل ضرور ہے۔ مگر وہ تقوےٰ اور طہارت اور روزوں کی جو باقاعدگی اور ترتیب جو اسلام میں پائی جاتی ہے۔ اور کسی مذہب میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ اسلام ایک باقاعدہ مکمل اور اتم مذہب ہے۔ ویسے ہر ایک مذہب میں روزہ کی خوبیوں کے لئے کم و بیش تعلیم اور تاکید ضرور پائی جاتی ہے۔ اور جقدر مذاہب کے ہادی دنیا پر تشریف لائے۔ وے روزے کے بڑے مداح پائے گئے۔ کیونکہ روزہ ایک ایسی چیز ہے جس سے تزکیہ نفس ہو کر خدا سے لگن لگنے کا پورا پورا موقع ملتا ہے۔ مگر اس کی تکمیل صرف اسلام میں ہی ملے گی۔ روزوں کے متعلق یہود و نصاریٰ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ کے روزوں کے حالات جو اُن کی کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی کتب میں روزوں کا ذکر

یہ ہیں۔ کہ اتنی بات ضرور ہے۔ کہ یہودیوں پر ایک روزہ جو ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو رکھا جاتا تھا۔ اور چونکہ عیسائی بھی یہودی شریعت کے تابع ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ روزہ ان پر بھی فرض تھا۔ چالیس دن کا جو حضرت موسیٰ نے کوہ سینا پر اور حضرت عیسیٰ نے بیابان میں رکھے ؛

ہندوؤں میں روزوں کی عظمت

دنیا میں قریب قریب ہر ایک قوم روزوں کے فوائد کی قائل ہے۔ ہندوؤں میں سب سے پراچین سناتنی ہے۔ سناتنی دوستوں میں

ہر ۶ ماہ کے بعد ۷ برت یا نوراتے آتے ہیں جسے ہندو لوگ کمال خوشی اور پورے یقین کے ساتھ اپنے مذہب کا جز سمجھ کر رکھتے ہیں۔ بڑے بڑے رشی اور مہاتما بھی باقاعدہ برت اور روزوں سے تزکیہ نفس کرتے رہے ہیں ؛

سکھوں میں روزے کی عزت

سکھوں میں اکثر لوگ ہر ماہ کے بعد پورن ماشی کا برت کمال یقین اور شردھا سے رکھتے ہیں۔ اور پورن ماشی کے برت کی اسقدر مہما اور تعریف کی گئی ہے۔ گویا تزکیہ نفس کے لئے اُسے کمال کا ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔ علاوہ بریں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خصم کی ندیں دلیں پندی جنہیں اک کر دھایا
تیجے کیہے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی

سری راگ محلا پہلا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے وہی پیارے اور وہی اس کے مقبول ہیں۔ جو ایک کی پوجا کرتے تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت نمازیں پڑھتے ہیں۔

آریوں میں روزہ کی قدر

آریہ دوست اگرچہ نیو فیشن کے دلدادہ ہیں۔ مگر ان کو بھی روزے کے فوائد اور عظمت کے سامنے اپنا سر خم کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ آریوں کا اخبار ہتکاری امرتسر مورخہ ۵۔ ستمبر ۱۹۰۵ء ۶ میں لکھتا ہے۔ کہ نیویارک میں ایک شخص نے چالیس روز تک روزہ رکھا۔ گٹھیا کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اس کے بعد بالکل اچھا اور تندرست ہو گیا۔ پھر آریوں کا رسالہ دہرم آدیتہ لائلپور بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے۔ کہ لوگ کبھی فاقہ رکھ لیا کریں۔ تو نہ صرف زائل شدہ طاقت حاصل کرنے میں کامیابی ہوگی۔ بلکہ دماغ صاف جسم ہلکا اور تندرستی اچھی رہے گی معدہ کی خرابی کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر پڑتا ہے۔ اور فاقہ سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ اور اعلیٰ علاج نہیں ہے صرف یہاں تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے آریہ دوست جب کسی اناریہ کو اپنے مذہب میں لیتے ہیں تو پہلے اس سے کچھ روز برت رکھواتے ہیں۔ غرضیکہ برت یا روزہ کی مہما ہر ایک مذہب میں کم و بیش موجود ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

مگر اس متفقہ تزکیہ نفس کے ذریعہ کا۔ جو باقاعدگی کا اتم اور اکمل طریقہ سے اسلام میں ثبوت ہے۔ اور کسی مذہب میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔ مذاہب میں سے کسی خوبی کو لیں۔ اسلام میں اس کا اکمل اور اتم درجہ پاؤگے ؛

نیچر میں روزہ کا زبردست ثبوت

صرف یہی نہیں۔ کہ مختلف مذاہب میں ہی روزہ یا برت کا زبردست رواج پایا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر قدرت اور نیچر میں روزہ کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ جن لوگوں نے پرند اور چرند اور درند وغیرہ کے حالات اور ان کی موجودہ رہائش اور رہن سہن پر غور و خوض سے کام لیا ہے۔ وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ کچھ دنوں کے بعد ایک یا دو دفعہ حیوان اور پرند بھی فاقہ رکھتے ہیں۔ غرضکہ قانون قدرت میں بھی ہم روزہ کا زبردست ثبوت پاتے ہیں ؛

اسلام کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا

لا یکلف نفساً علی وسعہا۔ مذہب اسلام چونکہ عین فطرت انسانیہ ہے۔ اس لئے اسلام کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ یہ خوبی صرف آپ اسلام میں ہی پاؤگے دیگر مذاہب میں یہ بات ہرگز دستیاب نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو خیرٌ لہٗ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اس آیت میں جو لفظ یطیقون آیا ہے اس کی اور بھی قرأتیں ہیں۔ مثلاً یطوقونہ حرف یا کے پیش اور واؤ کی تشدید سے یا ئی کی زبر اور ط اور واؤ دونوں کی تشدید سے جس کے معنے کسی کام کے تکلف اٹھانے کے ہیں۔ بعض علماء مفسرین کی یہ رائے ہے۔ کہ فدیہ کا حکم بھی مسافر و مریض سے علاقہ رکھتا ہے۔ کیونکہ مریض و مسافر ایسے ہوتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ پہلی قسم کے مسافر اور بیمار کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں۔ اور دوسری قسم کے مسافر و بیمار کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ وہ چاہے روزہ رکھیں چاہے فدیہ دیدیں۔ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ علی الذین سے بالتخصیص بیمار و مسافر مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور جو رعایت اول قسم کے بیمار و مسافر کی ہونی چاہیئے۔ وہی دوسری قسم کے بیمار و مسافر کی بھی ؛

بعض علماء کا یہ قول ہے۔ کہ یطیقونہ کے معنی بھی مشکل و تکلیف سے کسی کام کے انجام ہونے کے ہیں۔ دو لفظ وسع و طاقت ہیں۔ وسع اُس شخص کی نسبت بولا جاتا ہے۔ جو کسی کام کے کرنے پر مشکل سے تکلیف اٹھا کر قادر ہو۔ اور شاذ قرأتیں اسی مطلب کی تائید کرتی ہیں۔ پس یطیقونہ کے معنے لیستصعبون کے ہوں گے۔ جو لوگ کہ روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دے دیں۔ بعض

کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے

علماء مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں مندرج ہے۔ اسبات کو تسلیم کیا ہے۔ مگر یہ بحث کی ہے۔ کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جو نہایت تکلیف اور سختی اٹھا کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ سدی کا قول ہے۔ کہ وہ لوگ ہیں۔ جو بہت بڈھے ہوگئے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت انس اپنے مرنے سے پہلے روزہ نہیں رکھتے تھے۔ ان کو روزہ رکھنے میں سختی اور دشواری معلوم ہوتی تھی۔ اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ نہیں ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

جس سے الذین کے لفظ سے عرف بڈھا ہی مقصود ہو تمام انسان بڈھے ہوں۔ یا جوان باعتبار اپنی حالت وخلقت اور موسم و ملک کے مختلف الکیفیت والمزاج ہوتے ہیں۔ بہت سے جوان بہ لحاظ اپنی خلقت کے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو روزہ میں بے انتہا تکلیف ومشقت ہوتی ہے۔ اور بہت سے بڈھے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو روزہ کچھ معلوم بھی نہیں ہوتا۔ پھر موسم کے اختلاف کی وجہ سے بہت اثر پڑتا ہے۔ وہی لوگ جو ایک موسم میں نہایت تکلیف وسختی اٹھاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں کبھی دن اتنا بڑا ہوتا ہے۔ کہ انسان کی طاقت سے روزہ کا رکھنا خارج ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان تمام حالات کے لحاظ سے جو اس کے علم میں تھے۔ نہایت عمدہ ترتیب سے جو فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے۔ یہ حکم دیا۔ کہ علی الذین یطیقونہ فدیہ طعام مسکین ؛

فدیہ اور روزہ

بعض کا قول ہے۔ کہ پہلی آیتوں میں جہاں بیمار ومسافر کا اور ان لوگوں کا جو بدشواری روزہ برداشت کر سکتے ہیں۔ حکم ہے ان آیتوں کا علانیہ یہ منشا ہے۔ کہ مریض ومسافر کو روزہ کا نہ رکھنا بہتر ہے۔ مگر ان لوگوں کی نسبت جو بدشواری روزہ رکھتے ہیں۔ یہ منشا تھا۔ کہ ان کو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ جیسا کہ ان تصوموا خیر لکم سے پایا جاتا ہے۔ اسی منشاء سے پچھلی آیات ہیں جن میں روزے کا رمضان کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ مریض ومسافر کا مکرر ذکر کیا۔ اور ان لوگوں کو جو بدشواری روزہ برداشت کر سکتے تھے۔ ذکر چھوڑ دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بہتر تھا (۱) روزے رمضان کے ہر مسلمان پر لکھے گئے جس کو شرعی اصطلاح میں فرض کہتے ہیں ؛ (۲) روزوں کے رکھنے سے یہ فرض ادا ہوتا ہے۔ (۳) اگر رمضان کے مہینے میں کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ تو اس کو روزہ رکھنا نہیں چاہیئے۔ اور دنوں میں جبکہ وہ تندرست ہو۔ اور سفر ختم ہو جاوے۔ تو اس کے بدلے روزے رکھ لے۔ (۴) جن لوگوں کو روزہ رکھنے میں زیادہ سختی وتکلیف ہوتی ہے۔ اور بمشکل روزہ رکھتے ہیں۔ ان کو اجازت ہے۔ کہ روزوں کے بدلے فدیہ دیں۔ مگر ان کے حق میں فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بہتر ہے ؛

کیا روزہ تکلیف کا باعث ہے؟

جو لوگ روزہ پر اعتراض کرتے تھے۔ کہ وہ انسان کی تکلیف کا باعث ہے اور بعض ملکوں میں اس کا ادا کرنا غیر ممکن ہے۔ ان کو تو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جس ترتیب وخوبی سے خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ نہ تکلیف کا باعث ہے نہ صحت کو مضر ہے۔ نہ خلاف فطرت انسانی ہے اور نہ کسی ملک کے رہنے والوں کے خلاف طاقت کے ہے۔ روزہ عبادت میں داخل ہے۔ جسقدر کثرت سے یہود اور متقدمین عیسائی روزے رکھتے تھے اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان کا خیال اس کے ذریعہ سے تزکیہ نفس اور خدا کی عبادت کا تھا۔ ابتدائی زمانہ میں روزہ کو کمال درجہ تزکیہ نفس کا شمار کیا جاتا تھا۔ تمام لوگوں کا یہ خیال تھا۔ خدا مخلوق سے راضی ہوتا ہے۔ اگر وہ قصداً اپنے بدن کو اپنی طرح کو خدا کی خوشنودی کے لئے تکلیف میں ڈالے۔ اسی وجہ سے بعض فرقوں نے تکلیف شاقہ گوارا کی تھی۔ اور اپنی جان اور اپنی اولاد کی جان کی بھی قربانی کرنے کو جائز قرار دیا تھا۔ اور بعض اس قدر حد سے بڑھے کہ برہمچریہ اور رہبانیت تک نوبت پہنچا دی ؛

توراۃ میں جہاں روزہ رکھنے کا ذکر ہے۔ وہاں اس قسم کے الفاظ ہیں۔ کہ اپنی روحوں کو بتلا کرو۔ جس سے عبری زبان زبان کے قدیمی محاورہ کے موافق روزہ رکھنا مراد ہے۔ کچھ شبہ نہیں ہے۔ روزہ تزکیہ نفس اور روح میں نیکی اور اصلاحیت پیدا

روزہ اور تزکیہ نفس

کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے کم کھانا انسان کے دل ودماغ کو زیادہ صحیح ودرست رکھتا ہے۔ اور اس کے دل کو خدا کی طرف زیادہ متوجہ کرتا ہے۔ اس کا یہ سبب نہیں ہے۔ کہ انسان کو تکلیف میں ڈالنا خدا کو پسند ہے۔ بلکہ یہ سبب ہے کہ انسان میں ایک فطرتی امر ہے۔ کہ مصیبت کے وقت خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور جب کسی خاص امر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو غذا کی طرف اس کو کم رغبت ہوتی ہے۔ اور جو عبادت شکم پوری کی حالت میں نہیں ہو سکتی۔ وہ بھوک کی حالت میں نہایت دلی توجہ سے ادا ہوتی ہے۔ پس یہ ذریعہ خدا کی طرف زیادہ رجوع ہونے اور روحانی ترقی کا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ جسطرح آنحضرتؐ نے اس کو قائم رکھا فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے۔ اور اس کا فرض کر دینا اور ارکان اسلام میں شمار کرنا مناسب وضروری تھا۔ اور اس کے ترک کرنے والے بشرطیکہ بلاوجہ جائز ترک کریں۔ اسی وعید کے مستحق ہیں۔ جو بیان ہوئی ہیں۔ اور جو خدا کے حکم کے نہ ماننے سے لازم آتے ہیں۔ اور اب روزہ فرض ہو چکا ہے۔ تو ہر مسلمان کو اس کا برابر ادا کرنا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روزہ

آنحضرتؐ کوہ حرا میں جبکہ نزول وحی کا زمانہ تھا۔ روزہ دار تھے۔ یا غذا سے پرہیز یا معمولی غذا میں کمی کی تھی۔ اسی وجہ سے جسطرح یہودیوں نے اور عیسائیوں نے حضرت موسیٰ کی حضرت عیسیٰ کی تقلید کی۔ اسی زمانہ میں آنحضرتؐ کی تقلید بھی ہوئی۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ایامًا معدودات فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم

تشکرون ٥ بقرہ۔ یعنے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لکھا گیا تم پر روزہ جسطرح کہ لکھا گیا۔ ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگاری کرو گنتے ہوئے دنوں میں پھر جو کوئی تم سے بیمار ہو۔ تو شمار کرے اور دنوں میں اور

ماہ رمضان کی فضیلت

ان لوگوں پر جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ بدلا دیتا ہے۔ ایک محتاج کی خوراک کا پھر جس شخص نے نیکی کی۔ اس کے لئے اچھا ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم مانو۔ ماہ رمضان وہ ہے۔ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے ہدایت واسطے لوگوں کے اور علانیہ نشانی ہدایت کے۔ اور حق و باطل کو جدا کرنے والا۔ پھر تم میں سے جو کوئی اس مہینہ میں موجود ہو چاہیئے اس میں روزہ رکھے اور جو کوئی کہ بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو شمار کرلے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی کرنا ہے۔ اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تاکہ تم پورا کرلو تعداد کو اور تاکہ اللہ کو اسبات پر جس کی تم کو ہدایت کی ہے۔ بزرگی سے یاد کرو۔ اور تاکہ تم شکر کرو۔ جسطرح ہفتہ میں ایک دن اور ایک دن میں پانچ مرتبہ خدا کے سامنے حاضر ہونا ہر مسلمان کو ضروری ہے اسی طرح سال میں ایک مہینہ قبل طلوع آفتاب سے غروب تک صرف خورد و نوش بلکہ غصہ و خواہشات نفسانی اور ہر قسم کی برائیوں سے باز رہنا چاہیئے۔ اور کل اعضاء کو نامناسب افعال سے روکنا لازم ہے۔ بس کیا یہ کسی شخص کے واسطے ممکن ہے۔ کہ وہ سال میں ایک مہینہ تک اپنی خصلت کو درست رکھے۔ بغیر اس کے کہ اُس نے اپنی مجموعی حالت بقیہ گیارہ مہینہ میں کسی حد تک فائدہ بخش نہ رکھی ہو۔ روزہ کا خاص مقصد علاوہ کمینہ خواہشات نفسانی کی عارضی ترتیب کے زیادہ تر مرتفع ہے۔ یہ ایک معقول تجویز ہے۔ اگر صدق و عرفان و عبادت گذاری کے طریقہ سے اس پر عمل کیا جاوے۔ ہم سب عادت کی نوشنہ سے آگاہ ہیں۔ جس شخص نے دقیق و غیر متعصبانہ نگاہ سے اسلامی طریقہ کو جانچا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ کس معقولیت اور دانائی سے روزہ کی ترتیب کی گئی ہے کہ آجتک اس کا احترام و انتظار کیا جاتا ہے۔ اور جب کہ روزہ سے برائیاں کم نہ ہوں۔ تو صرف بھوکھا ہی رہنا ہے۔ حضرت جبل بن معاذ نے فرمایا آخری کلام

زبان کا روزہ اور اس کے فوائد

جو میں نے آپ کے پیارے نبی حضرتؐ سے دریافت کی یہ تھی۔ کہ کونسا عمل خدائے پاک کو بہت محبوب ہے؟ آپنے فرمایا۔ ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللہ۔ یعنے اے معاذ تیرا مرنا اس حالت میں ہو۔ کہ تیری زبان خدا کی یاد میں ہو۔ عبداللہ بن بسر نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت مبارک میں عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ بہت نوافل مجھ سے پڑھے نہیں جاتے۔ آپ کوئی ایسا عمل فرمادیں۔ جس میں ثواب بھی بہت ہو۔ اور تمام رحمتوں کا جامع ہو اور آسان بھی ہو۔ کسی زبان مکان اور حالت کا محتاج بھی نہو۔ بایں ہمہ میں اُسے ہمیشہ ہر آن اپنا ورد بھی رکھوں۔ اور نفلوں کی بھی مجھے پھر ضرورت نہ رہے۔ آپنے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ذکر کے ساتھ اپنی زبان کو تر (جاری) رکھا کر (یعنی ہر وقت خدا کی یاد رکھا کر)

KHILAFAT LIBRARY

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ پیارے نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ لا تکثر الکلام بغیر ذکر اللہ فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی۔ یعنی خدا کے ذکر کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ خدا کے ذکر کے سوائے بہت کلام کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور سب سے دُور (لوگوں میں) اللہ سے کڑے دل والا شخص ہے

اوقات سحری ماہ رمضان

جب تک کسی چیز کے اسباب مہیا نہ ہوں۔ اسوقت تک اگر اس امر کے سمجھنے میں کسی سے غلط فہمی ہو جائے۔ تو وہ عنداللہ معذور خیال کیا جاسکتا ہے۔ مگر جب باوجود اسباب کی موجودگی کے پھر بھی غفلت اور بے پروائی سے کام لیا جاوے۔ تو یقیناً مواخذہ الٰہی سے بجز توبہ و استغفار بچنا دشوار ہے۔ عام مسلمانوں میں پچاس فیصدی مرد تو ایسے ہیں۔ جو روزہ رکھتے ہی نہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ محض نام کے مسلمان ہیں۔ اور ہم نے غور کر کے دیکھا ہے۔ کہ آجکل ان لوگوں نے نماز روزہ کو ذکور و اناث میں تقسیم کر رکھا ہے۔ فیصدی ۹۵ عورتیں بھی نماز نہیں پڑھتیں۔ گویا وہ سمجھتی ہیں۔ کہ نماز ہم پر فرض نہیں۔ ایسا ہی مرد روزہ نہیں رکھتے۔ اور یہ عورتوں کا حصہ سمجھتے ہیں۔ پھر ان میں سے جو جو رکھتے ہیں۔ ان کا یہ حال ہے۔ کہ روٹی کھا کر صبح کے بعد اسوقت تک جبکہ دن نکلنے میں تقریباً ۱۰ منٹ رہجاتے ہیں۔ حقہ پیتے رہتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے۔ کہ جبتک چیونٹی چلتی ہوئی نظر نہ آوے کھانا پینا جائز ہے۔ بعض ملاں کی اذان کے منتظر رہتے ہیں۔ اور ملاں صاحب خواب خرگوش سے تقریباً اسی وقت بیدار ہوتے ہیں۔ اور تمام لوگوں کے روزہ نہونے کا گناہ اپنے سر پر اٹھاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں۔ جو پرہیزگاری کی راہ سے دو بجے رات سے بھی پہلے روٹی کھا لیتے ہیں اور پھر مزے سے سو رہتے ہیں۔ اور دن نکلنے کے وقت بیدار ہو کر دو چار ٹھونگے لگا لیتے ہیں جنہیں اپنی اصلاح میں فخر کرتے ہیں حالانکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل بتاتا ہے۔ کہ آپ سحری سویرے نہیں کھاتے تھے۔ بلکہ آپ کی نماز فجر یا روٹی کھانے میں صرف پچاس یا ساٹھ آیت کا فرق ہوتا تھا جسے بالفاظ دیگر دس بارہ منٹ کہہ سکتے ہیں۔ بیشک ایسے لوگ بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہم ایک درمیانی وقت پر اٹھیں۔ اور ایسے وقت کھانا کھائیں۔ جو سنت الرسول کے مطابق ہو۔ مگر پھر بھی وہ کسی وجہ سے معذور رہتے ہیں۔ بعض اوقات غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اور صبح صادق کا وقت ٹھیک دریافت نہیں کر سکتے۔ لیکن اس میں ان کا چنداں قصور نہیں۔ مگر تاہم یہ جتا دینا ضروری ہے

KHILAFAT LIBRARY

کہ انسان کی آنکھ تو بہت دھوکا کھاتی ہے۔ ایام بیض میں اور اس کے بعد جب سات آٹھ روز تک چاند کی روشنی رہتی ہے۔ تو طلوع فجر کا پتہ اس کے اصلی وقت سے تقریباً بیس منٹ بعد لگتا ہے۔ اور یہ بات قیاسی نہیں۔ بلکہ ہم نے کئی دفعہ جبکہ مطلع صاف ہو۔ اس بات کو آزمایا ہے۔ کہ مشرق میں پَو پھٹنے کی روشنی اسوقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ عام قانون قدرت و حساب و تجربہ صحیحہ کے موافق بیس منٹ ہو چکے تھے۔ سوان تمام مشکلات سے نکلنے کے لئے ہمارے خیال میں ہم مسلمانوں کو گھڑیوں سے کام لینے کی عادت ڈالنی چاہئے

مسلمان کا ہر ایک فعل دین کے لئے ہونا چاہئے

گھڑی رکھنا تو عام فیشن میں داخل ہو چکا ہے۔ مگر کتنے ہیں جو صرف اس خیال سے گھڑی رکھتے ہیں۔ کہ ہم اس سے اوقات صلوٰۃ و سحری کا موازنہ کرینگے ایک جھروکہ کسی صحابی نے رکھا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا یہ کیسا ہے۔ کہا کہ ہوا اور روشنی کے لئے۔ فرمایا۔ اگر اذان کی آواز سننے کے لئے رکھتے۔ تو ثواب بھی ہوتا اور مطلب بھی حاصل۔ پس اگر ہم گھڑیاں اس نیت سے رکھیں۔ تو دوسرے کام بھی ہو جائیں گر گھڑیاں رکھنا تو آسان ہیں۔ ان سے کام لینا مشکل۔ ہم تقریباً تین چار سال کے تجربہ سے ان نتائج پر پہنچے ہیں۔ اور ہم خدا کے فضل سے گھڑی سے نمازوں کے اوقات اور سحری وغیرہ کے متعلق بہت عمدہ کام لے سکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اعتراض کرے۔ کہ رسول اللہ کے وقت میں کب گھڑیاں تھیں۔ مگر ہم اسے سمجھائے دیتے ہیں۔ کہ عرب کے لوگ ستاروں وغیرہ کے مواقع سے ایسی خبر رکھنے والے تھے۔ کہ وہ گھڑی سے بھی زیادہ یقینی اوقات دریافت کر سکتے رہیں اسوقت بوجہ نہ موجود ہونے کسی وقت شناس آلے کے وہ ایک حد تک معذور بھی تھے۔ مگر ایک شخص باوجود ان اسباب سے متمتع ہونے کے کیونکر معذور قرار دیا جا سکتا ہے۔ گھڑیوں کی نسبت یہ بات ٹھیک ہے کہ ان میں سے کئی ریگولیٹ نہیں ہوتیں لیکن میرے خیال میں ہر قسم کی گھڑی سے کام لیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شوق و عزم و استقلال ہو۔ ہر ایک شخص ماہ رمضان سے پہلے کچھ دن اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرے۔ کہ اس کی گھڑی پر طلوع آفتاب کسوقت ہوتا ہے۔ اور غروب کسوقت۔ اور ہر روز جو فرق پڑے۔ اس کا حساب بھی کرے۔ پس اس اندازہ پر ہر روز کے لئے ایک حساب کر لیا کرے۔ اور مومن غافل نہیں ہوتا۔ اس لئے جب مطلع صاف ہو۔ تو دوسرے چوتھے روز طلوع وغروب کو بچشم خود دیکھ کر اپنی گھڑی کی صحت کا اطمینان کر سکتا ہے۔ چونکہ مختلف شہروں کے مختلف مطالع ہیں۔ اس لئے ایک خاص وقت تحت فضول ہے خصوصاً جب گھڑیاں بھی ریلوے ٹائم پر نہ ہوں۔ اس لئے ہر ایک شخص اپنے مقامی حالات کیمطابق وقت درست کرے۔

روزہ افطار کرنے کے نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ جس وقت مشرق سے رات چڑھ آئے۔ اور دن غروب ہو تو افطار کریں۔ ہمارا اپنا تجربہ ہے کہ یہ حالت قرص خورشید کی نظر سے پنہاں کے پانچ منٹ بعد ہوتی ہے۔ پس اس وقت روزہ کھولنا چاہئے۔ اور رات کو اٹھنا تو ہر خاندان کا اپنی اپنی ضرورتوں کے موافق ہے۔ اس کے متعلق کوئی رائے نہیں دیجا سکتی ہر شخص خود ایک دو روز کے تجربہ سے معلوم کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں دو گھنٹہ صبح سے اول اٹھنا بہت کافی وقت ہوتا ہے۔ یہ مضمون ان کے لئے نہایت مفید ہے۔ جن کے پاس گھڑیاں ہیں۔ دوسرے حضرات بھی اگر شوق رکھیں۔ تو کوئی بڑی بات نہیں صرف عہ سے ٹائم پیس ملتا ہے۔

روزہ کی برکتیں

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات

ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! حکم دیا ہوا ہے تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ کئی دن ہیں گنتی کے

اللہ تعالیٰ نے روزے کے ذریعہ سے انسان کو اپنے نفسانی جذبات کو قابو کرنے اور ان پر حکمرانی کی مشق پیدا ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ بھوک پیاس برداشت کرنے کی ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی دوسری خواہشوں کو دبانے کی بھی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

کتب اولین میں روزوں کا حکم

روزوں کی عبادت تمام ادیان میں پائی جاتی ہے۔ عزرا نبی کی کتاب باب ۸ آیت ۲۱ میں لکھا ہے۔ میں نے اہاوا کے دریا پر منادی کرائی۔ کہ روزہ رکھیں اور خدا کے آگے دُکھ کھینچیں اور اس سے دعا مانگیں۔ تاکہ اپنی اور اپنی اولاد اور مال کے لئے سیدھی راہ پا دیں۔ یہودی لوگ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایسا ہی روزے کے متعلق تاکید بائیبل میں مفصلہ ذیل مقامات پر ہے۔ یسعیاہ باب ۵۸ آیت ۳ سموئیل باب ۱۲ آیت ۱۶۔ دانیال باب ۹ آیت ۳۔ استر باب ۴ آیت ۱۶۔ یوئیل باب ۲ آیت ۱۲۔ باب ۲ آیت ۱۵ حضرت مسیح نے روزے کو نہایت ضروری عمل قرار دیا ہے۔ خود بھی روزہ رکھا تھا۔ اور شاگردوں سے بھی فرمایا۔ جبکہ شاگردوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ دیو نکال سکتے ہیں۔ اور ہم کیوں نہیں نکال سکتے۔ تو جواب میں فرمایا۔ کہ تم بے اعتقادی کے سبب ایسے کام نہیں کر سکتے میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ تو پہاڑ یہاں سے وہاں چلا سکتے۔ اور کوئی بات تم سے انہونی نہ ہوتی۔ پر یہ بات دعا اور روزے کے بغیر نہیں ملتی۔ متی باب ۱۷ آیت ۱۹ تا ۲۱

روزوں کی بابت نبوی فرمان

حدیث شریف میں آیا ہے وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ قال اللہ عزوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف

فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحھما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ متفق علیہ وھذا لفظ روایۃ البخاری وفی روایۃ لہ یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا ؛

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ آدمی کے عمل اسی کے لئے ہیں۔ مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ اور روزے سپر ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو۔ تو فحش نہ بولے۔ اور نہ بیہودہ گوئی میں شور و غوغا کرے۔ اگر کوئی اس کو برا کہے۔ یا لڑائی کا ارادہ کرے۔ تو اس کو کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی۔ جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ خوش ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک جب روزہ کھولتا ہے۔ تو اس کو بسبب روزہ کھولنے کے خوشی ہوتی ہے۔ اور ایک جب اپنے رب کی ملاقات کریگا۔ تو اسکو بسبب روزہ کے خوشی ہوگی۔ متفق علیہ اور یہ بخاری کی ایک روایت کے لفظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے۔ کھانا پینا شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ اور نیکی کی جزاء دس گنی ہوتی ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

نیت روزہ روزہ کے لئے نیت شرط ہے۔ یعنی دل سے قصد ارادہ روزہ رکھنے کا ہو خواہ زبان سے اس کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اگر کوئی شخص روزے کا ارادہ اور نیت نہ رکھتا ہو۔ اور کسی اتفاق سے دن بھر بھوکا رہے تو وہ روزہ دار نہیں کہلا سکتا ؛

سحری کھانے اور افطار کا وقت

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ متفق علیہ۔ حضرت انس نے فرمایا۔ کہ حکم دیا آنحضرت نے یعنی سحور کھاؤ۔ البتہ سحور میں برکت ہے ؛

عن سھل بن سعد ان رسول اللہ قال لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر متفق علیہ سہل بن سعد سے۔ یعنی ہمیشہ رہیں گے لوگ ساتھ بھلائی کے جب تک جلدی کریں گے روزہ کھولنے میں

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ قال اللہ عز وجل احب عبادی الی اللہ اعجلھم فطراً رواہ الترمذی۔ ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ پیغمبر خدا نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ دوست تر میرے بندوں سے مجھ کو بہت جلدی افطار کرنے والا ہے۔

عن سلیمان بن عامر الضبی عن النبی صلعم اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانہ طھوراً رواہ الخمسۃ وصححہ ابن خزیمہ۔ فرمایا جب روزہ کھولے ایک تمہارا سو چاہئے کہ کھولے خرما سے۔ پس اگر نہ پاوے۔ تو وہ کھولے پانی سے جو وہ پاک کرنے والا ہے ؛

عن ابی ذران النبی صلعم قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الافطار فرمایا ابوذر نے کہ پیغمبر خدا نے حکم دیا ہے۔ ہمیشہ رہیگی امت میری ساتھ بھلائی کے جب تلک دیر کر کے کھاویں گے سحور کو جلدی کرینگے افطار کو

زید بن ثابت سے ہے۔ کہ تھا درمیان سحور کھانے حضرت صلعم کے اور داخل ہونے آنحضرت کے نماز فجر میں قدر اتنا جو پڑھے ایک شخص پچاس آیت۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ نے جو آدمی نہ چھوڑے بات جھوٹ کی۔ اور کام برے۔ پس نہیں اللہ کو حاجت یہ کہ چھوڑے اپنا کھانا پینا اس میں شک نہیں کہ صوم صلواۃ مسلمانوں کا ایک فرض اولیٰ ہے

روزوں کے متعلق عام مسلمانوں کی واقفیت کا حال

جب میں اول اول مشرف باسلام ہوا۔ تو میں نے اپنے چند دوستوں سے صوم کے متعلق چند مسائل پوچھے۔ تو ان دوستوں نے مجھے کچھ تسلی بخش جواب ندیا۔ اور اسی طرح میں نے وقتاً فوقتاً دیگر احباب کرام سے بھی صوم کے مسائل کے متعلق واقفیت حاصل کرنی چاہی۔ مگر مجھے آخر بہت دیر کے بعد یہ پتہ لگا۔ کہ ہم میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جو روزہ یا صوم کے مسائل سے واقف ہوں۔ ورنہ عوام الناس تو صرف لکیر کے فقیر ہی بنے ہوئے ہیں بہر حال یہ حالت دیکھ کر میرے دل کو ٹھیس لگی اور میں اس بات کے درپے ہوا۔ کہ صوم پر ایک مضمون لکھا جاوے۔ جس میں صوم کے کل مسائل پر ایک اجمالی طور سے بحث ہو۔ جو مسلمانوں کے دلوں میں روزوں کی وہی عظمت قائم کرے۔ جس پر ہمارے بزرگان ملت زمانہ سلف میں عمل پیرا تھے۔ روزے مسلمانوں کے لئے فرض ہیں اور فرض کی ادائگی ایسی ہی لازمی ہے۔ جسطرح زندگی کی بقا کے لئے سانس کا ہونا ضروری ہے اس لئے صوم کے متعلق میں نے حتی الوسع کل مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں یہ قیمتی معلومات کا مجموعہ بہتوں کے فائدہ اور نفع کا موجب ہوگا۔ اگر اس سے کسی دوست کو فائدہ پہنچے تو اس عاجز کے لئے دعا کرے۔ کہ مولی مجھے دین و دنیا میں منصور و مظفر کرے ؛

روزہ روزہ کیلئے۔ اپنے پیارے محبوب کی رضامندی کی خاطر کچھ عرصے کے لئے چند جائز امور کا ترک کر دینا۔

اسلام میں وہ معین وقت رمضان کا مہینہ ہے۔ جسمیں خدا کے حکم کے موافق ہر روز پو پھٹنے سے لیکر

سورج کے ڈوبنے تک کھانے پینے اور نفسی شہوات سے کنارہ کیا جاتاہے۔ رمضان کے روزہ فرض ہیں۔ اور اس کے سوائے دیگر اختیاری یا نفلی روزے بھی ہیں۔

روزہ کا جسم کیلئے یہی صبح سے شام تک کھانا پینا اور مباشرت چھوڑ دینا۔ اور روزہ کی روح آنکھوں کا نور۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور جمیع اعضاء کو ایسے امور سے باز رکھناہے جو خدا نے اپنی کتاب میں ناجائز ٹھہرائے ہیں۔ روزہ کا وجود حضرت آدم ؑ کے وقت سے ہے اور کل اقوام عالم میں اس کا وجود کم و بیش پایا جاتاہے۔ اس کے متعلق میں اپنے مضمون کے پہلے حصہ میں کافی سے زیادہ بحث کر آیا ہوں۔

روزہ کی خوبیاں

(۱) کھانے پینے اور جماع میں انہماک کرنا حیوانی کام ہے۔ اس سے جسقدر علیحدگی اختیار کی جائے۔ اسی قدر حیوانی کاموں سے جدا ہونے اور قوت بہیمیہ کا زور گھٹ جانے کا موجب ہے۔ (۲) تزکیہ نفس اور روحانی قویٰ کی ترقی پکڑنے کا باعث ہے۔ حرص و ہوا اور طمع کی زیادتی سے نجات پانے کا موجب ہے۔

(۳) خدا کے فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں۔ انسان بھی کم خوری کی وجہ سے اخلاق ملکی سے حصہ لیتاہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ بھی کہانے پینے سے منزہ اور پاک ہے انسان کم کہانے کم پینے شہوت کیطرف کم توجہ کرنے سے ملکی صفات سے متصف اور متخلق باخلاق اللہ ہو جاتاہے ؛

(۴) نفس و شیطان سے مقابلہ اور محاربہ کا ایک بڑا اوزار ہے۔ نفس کشی اور جہاد اکبر کے لئے ایک زبردست ہتھیار ہے شیطان بھوکوں کو کم ستاتاہے۔ پس شیطان کی ایذا سے نجات پانیکا اور خواہشات نفسانی پر غالب آنیکا موجب ہے۔

(۵) ہمیشہ تکلیفیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں بھوک پیاس اور روزہ کی تکلیف بھی گناہ کا ایک زبردست کفارہ ہے۔

(۶) کوئی آدمی کسی مصیبت زدہ سے سچی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ جب تک خود مصیبت میں گرفتار نہ ہوچکا ہو۔ امراء لوگ جو اکثر فقراء کے حال سے غافل ہوتے ہیں۔ روزہ کی بھوک پیاس ان کو غرباکی حالت کا اندازہ کراتی اور ان کا سچا ہمدرد بناتی ہے۔ جس سے سچی خیرات کی ترغیب ان کے دل میں جوش مارتی ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

(۷) بھوک پیاس کی تکلیف جھیلنے کی وجہ سے انسان ہمیشہ کے لئے صبر و استقلال کا خوگر ہوجاتا ہے۔ کامل ایک ماہ تک بھوک پیاس کی مشق کرنے کی وجہ سے ریاضات کا عادی ہوجاتاہے۔ مصائب اور تکلیف میں گھبراہٹ سے دور رہتاہے۔

(۸) روزہ میں چونکہ سچی بھوک پیاس ہوتی ہے اس لئے افطار کے وقت خواہ کیسا ہی برا بھلا کھانا مل جائے۔ اُسپر قناعت کرتاہے۔ تھوڑے پیٹ پر قانع ہوتاہے۔ اور اسطرح صبر و قناعت کی عادت سیکھ جاتاہے۔

(۹) سچی بھوک کے بعد وہ جو کچھ کھاتاہے۔ خوب انگ لگتاہے۔ اور اچھی طرح جزو بدن ہوتاہے۔ اسطرح صحت و طاقت کی افزائش کا موجب ہوتاہے کم کھانا کم پینا۔ کم جماع کرنا یوں بھی صحت کے لئے مفید ہے۔ اس طرح پر بھی روزہ صحت کا محافظ ہے ؛

(۱۰) روزے سے انسان میں نرمی اور بردباری کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ مصیبت اور تکلیف انسان کے لئے ایک بڑی بھاری تعلیم دہ ہے۔ روزہ کی تکلیف انسان کو منکسر اور بردبار بنا دیتی ہے۔ غرور اور تکبر توڑ دیتی ہے ؛

(۱۱) سارے دن کی بھوک پیاس کے بعد انسان کو جب کھانا پانی ملتاہے۔ تو وہ سچے دل سے خدا کا شکریہ ادا کرتاہے۔ اس کے سارے اعضا اور دل سچے طور سے الحمد للہ پکارتے اور خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ پس روزہ خدا کی سچی شکر گذاری کی عادت پیدا کرنے والا ہے ؛

(۱۲) رسول خدا کے ارشاد کے موافق روزہ دار کا سونا اور چپ رہنا بھی عبادت میں لکھا جاتاہے۔ یہ کسقدر روزہ کی فضیلت ہے۔

(۱۳) خدا تعالےٰ روزہ دار کی فضیلت فرشتوں کے آگے بیان فرماتاہے۔ خاکی بندے کی تعریف خدا فرشتوں کے آگے بیان کرے۔ یہ کس قدر فخر کی بات ہے ؛

(۱۴) روزہ دار کی دعا خدا تعالیٰ قبول فرماتاہے۔ یہ کتنے درجہ کی بات ہے۔

(۱۵) روزہ انسان کی نجات کے لئے قیامت کے دن ایک زبردست شفیع ہے۔ جو بہشت میں پہنچائے بغیر نہیں رہیگا ؛

(۱۶) روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خاص عطا فرمائیگا۔ روزہ نصف صبر ہے اور صبر کا اجر بے انتہا ہے بے انتہا کا آدھا بھی بے انتہا ہی ہوتاہے ؛

(۱۷) قیامت کے دن امتیاز خاص کا موجب ہے۔ بہشتیوں کو وہ اجر امتیاز حاصل ہوگا۔ کہ اور کسی عبادت حاصل کرنے والے کو ہو نہیں سکتا۔

(۱۸) قوت شہوی و غضبی کی مغلوبیت اور فضیلت خاموشی کے حاصل ہونے کا موجب ہے۔ بھوک پیاس میں نہ تو زیادہ باتیں کرنا سوجھتی ہیں۔ اور نہ غصہ اور شہوت کی طرف خیال ہوتاہے۔

(۱۹) روزہ شب بیداری کا موجب ہے جو باکمال لوگوں کی خصلت ہے۔ روزہ میں تراویح کے لئے جاگنا اور پھر سحری کے لئے جاگنا تمام رات قریباً شب بیداری میں رہتی ہے۔

(۲۰) قرآن شریف کا سننا۔ کلام ربانی کا پڑھنا تراویح وغیرہ نفل ادا کرنا تمام باتیں روزہ کی برکات سے ہیں۔ رمضان کا سارا مہینہ خدا کی عبادت اور نیکی میں گذر جاتا ہے۔ ہر وقت انسان کی لو خدا کی طرف لگی رہتی ہے تقویٰ طہارت پارسائی اور تمام اخلاق حسنہ کا منبع ہے۔ روزہ کی خوبیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے ؛

مسائل ہلال

(۱) ۲۹ ماہ شعبان کے دن کو غور سے چاند دیکھا جائے۔ نظر آئے۔ تو تیسویں کو روزہ رکھ لیا جائے۔ نظر نہ آئے۔ تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کرکے اس کے بعد رمضان کی پہلی سمجھی جائے۔ بوجہ ابر یا غبار چاند نظر آئے۔ یا نہ آئے۔

(۲) رمضان کا چاند ایک ہی معتبر مسلمان کی شہادت سے سارا شہر قبول کرے۔ لیکن عید کا چاند دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے قبول کیا جائے۔

(۳) مطلع صاف اور کسی قسم کی گرد و غبار نہ ہو۔ تو بہت آدمیوں کی شہادت درکار ہے۔

(۴) جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند اکیلے دیکھا اگر اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ تو وہ آپ دونوں دنوں میں روزہ رکھے۔

(۵) ہلال کا صرف دیکھنے پر مدار ہے۔ نجومیوں کا قول معتبر نہیں۔

روزے کے مسائل

روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ رات ہی سے کرے۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ آفتاب کے ڈھلنے سے پہلے تک جائز ہے۔

(۲) سحری اخیر وقت کھانا یعنی صبح صادق سے کچھ دیر پہلے اور افطار غروب ہوتے ہی فوراً کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے۔ یا جماع کر بیٹھے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً ایسا کرے۔ تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور روزہ توڑنے والے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(۴) کفارہ یہ ہے۔ کہ کوئی غلام آزاد کرے۔ یہ مقدور نہ ہو۔ تو پے در پے روزے رکھے۔ اگر ضعف یا مرض وغیرہ کے سبب روزے نہ رکھ سکے۔ تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔ یا ایک ہی فقیر کو دو وقت ساٹھ دن تک کھلائے۔

(۵) ان عذروں کے سبب سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے مرض۔ سفر۔ حمل۔ دودھ پلانا۔ سخت بھوک پیاس جس سے جان جانیکا ڈر ہو۔ بہت بڑھاپا۔ حیض نفاس۔ جب عذر جاتا رہے۔ پھر قضا کرے۔ یعنے جسقدر روزے چھوٹ گئے ہوں۔ اسی قدر رکھے کبھی رکھنے کی طاقت یا وسعت نہ مل سکے۔ تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔

(۶) تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ سرمہ لگانے سے نہ مسواک کرنے سے۔ ہاں میٹھی مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۷) کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے غسل کرنا یا بھیگے ہوئے کپڑے کا ٹھنڈک کے واسطے پہننا بھی جائز ہے۔

(۸) روزہ دار کو کسی چیز کا چکھنا یا چبھ کر تھوک دینا مکروہ ہے ہاں اگر عورت کا خاوند بدمزاج ہو۔ تو اس عورت کو سالن سے ذرا انگلی تر کرکے نمک چکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔

(۹) عورت کا بوسہ لینا یا اس سے مل جلنا مکروہ نہیں ہے۔ مگر جب .... کا خوف ہو۔ تو مکروہ ہے۔

(۱۰) حقے کے پینے یا ناس نسوار لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۱) سینگی کھچوانے پچھے لگوانے اور فصد کھلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۲) خوشبو سونگھنے سے خواہ کسی قسم کی ہو۔ روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۳) جھوٹ۔ چغلی اور بدزبانی وغیرہ سے روزہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ہوا کا غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا دوا کوٹتے ہوئے دوائی کا غبار حلق میں چلا جائے۔ تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۵) روزہ میں رات کو نہانے کی ضرورت ہو تو مستحب ہے۔ کہ سحری سے پیشتر نہائے۔ اگر بعد میں نہائے گا۔ تو گو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر ثواب گھٹ جاتا ہے۔

(۱۶) قے منہ بھر کے ہو۔ تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے تھوڑی ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ اور ایسی حالت میں قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ نہیں۔

(۱۷) اگر دانتوں میں رات کے کھانے سے کوئی چیز اٹک رہے۔ اور وہ چنے سے کم ہو۔ تو دن کو اس کے نکل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۸) اگر کسی شخص نے ابر وغیرہ کی حالت میں بخیال غروب ہو جانے آفتاب کے روزہ کھول دیا۔ اور پیچھے معلوم ہوا۔ کہ ابھی آفتاب باقی تھا تو قضا لازم آئیگی۔ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

(۱۹) روزوں میں جھوٹ اور زیادہ بولنے اور دنیاوی خواہشات کی طرف رغبت کرنے کی ممانعت ہے۔ جھوٹ بولنے چوری کرنے اور بدکاری سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۰) کوئی شخص جبراً کسی کے منہ میں کوئی کھانے پینے کی چیز ڈالدے۔ تو روزہ توڑدے۔ اور بعد میں رکھ لے۔

تراویح

نماز تراویح سنت موکدہ ہے۔ نماز عشاء کے بعد وتروں سے پہلے ۲۰ رکعت چار چار رکعت کرکے یا دو دو رکعت کرکے جماعت سے زیادہ ثواب ہے۔ ہر چہار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر تسبیحات پڑھے۔ تراویح میں قرآن شریف سننا اعلیٰ ثواب کا موجب ہے۔ بعض آٹھ رکعت پڑھتے ہیں۔

اعتکاف

مسجد میں بیٹھے رہنے کو کہتے ہیں۔ کچھ دیر تک خدا کی خوشنودی کے لئے۔ اس کی مدت کم از کم ایک دن ہے روزہ دار کو مناسب ہے۔ کہ آخری دس دن میں اعتکاف کرے۔ بغیر حاجت بول و براز یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ دن رات وہیں ذکر و فکر میں غرق رہے۔ اعتکاف میں جماع کرنا اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ دن کو ہو یا رات کو۔ عورت کو بغیر اجازت مرد کے اعتکاف جائز نہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

شب قدر

شب قدر یعنی ۲۷ ماہ رمضان کو رات بھر جاگنا اور خدا کے ذکر و فکر اور نوافل میں مصروف رہنا ہزار مہینوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس رات جاگنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

صدقہ عید الفطر

عید الفطر کی نماز سے پہلے صاحب زکواۃ کو صدقہ فطر دینا واجب ہے صدقہ فطر یہ ہے۔ گھر کے تمام آدمیوں کی طرف سے فی آدمی دو دو سیر گندم یا چار چار سیر جو فقراء اور مساکین و محتاجوں کو دیئے جائیں ؛

عید الفطر

عید فطر کے دن پہلے کھانا کھا دے مسواک کرے۔ خوشبو ملے۔ اچھے کپڑے پہنے اور تکبیر پڑھتا ہوا آہستہ آہستہ عیدگاہ کو جاوے۔ اور پہلے دو رکعت نماز سنت باجماعت پڑھ کر خطبہ سنے اور خطبہ کے بعد دوسرے راستہ سے تکبیر پڑھتا ہوا گھر کو واپس ہو۔ عید الفطر کا وقت ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے سے پہلے تک ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

مختلف نوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب میں اشاعت اسلام کے لئے ان تھک جوش

اس سے پہلے انگلستان اور ماریشس میں باقاعدہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ یو۔پی۔ بنگال اور دکن میں بھی باقاعدہ تبلیغ جاری ہے۔ اب حضور تین مبلغ غیر ممالک کے روانہ کرنے والے ہیں۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب لنکا میں۔ قاضی عبداللہ صاحب اور ماسٹر عبدالرحیم صاحب جاوا میں۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے قلب میں اشاعت اسلام کے لئے بے انتہا جوش عطا کی فرمایا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ سے کوئی ملک کوئی دیار ایسا نہیں رہے گا۔ جہاں اللہ اکبر کا نعرہ بلند نہ ہو ؛

افسوس کہ آریہ قوم کی جتنی بھی ہماری رگ حمیت میں جوش پیدا نہیں کر سکتی

آریہ سماج میں ایک جوش اور روح ہے۔ کام کرنے کی۔ حال ہی میں آریہ دوستوں نے اسلام کے برخلاف ٹریکٹ لکھنے کے بنارس میں ایک انجمن قائم کی ہے۔ اور اس سال اس انجمن نے ۸۴۵۱ روپیہ کے ٹریکٹ اسلام کے برخلاف شائع کیا۔ اور ان لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے ٹریکٹوں کی مد میں تین تین صد روپیہ مفت دیا یہ کام ہیں اہل ہمت کے مسلمانوں میں نام کو تو بڑی بڑی انجمنیں ہیں۔ مگر کبھی کسی انجمن نے اسلام کی اشاعت کے لئے شاید ہی کوئی ٹریکٹ لکھ کر لوگوں میں مفت تقسیم کئے ہوں۔ خاکسار نے پچھلے سال گورمکھی۔ اردو ہندی۔ سندھی وغیرہ میں ٹریکٹ لکھ کر سکھوں میں مفت تقسیم کئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان ٹریکٹوں کا بہت ہی عمدہ اثر پڑا ؛

سندھی ٹریکٹ کا اثر اہل سندھ پر

چنانچہ جب شروع شروع میں سندھی ٹریکٹ لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ تو اس ٹریکٹ نے کیا عمدہ اور اعلیٰ کام کیا۔ اس کے لئے ایک معزز دوست کا یہ خط کافی سے بڑھ کر شاہد ہے آپ لکھتے ہیں۔

"ٹریکٹ نے بہت فائدہ کیا۔ ہندو مانتے ہیں۔ کہ بہت خوب لکھا ہے۔ اور سچ ہے مذہب پر بحث بہت چلتی ہے ایک ہندو اخبار کے ایڈیٹر نے بحث کرتے وقت کہا۔ کہ ہمیں اسلام کی خبر نہیں سمجھاؤ۔ اب میں اتنی طاقت کہاں سے لاؤں جو انہیں اسلام سمجھا سکوں۔ بہت اسلام کے قائل ہو گئے ہیں حالت قابل رحم ہے۔ عیال و اطفال چھوڑنا بہت مشکل ہے ایک دیوان ہندو بالکل قائل ہو گیا۔ اپنے قبیلہ کو سمجھا رہا ہے قبیلہ کے ساتھ اس کا خیال ہے۔ کہ اسلام قبول کرے"؛

یہ آج سے ڈیڑھ سال پہلے کا اثر ہے ؛

ڈیڑھ سال کے عرصہ میں زمانہ نے کس قدر پلٹا کھایا ہمارے تمام سندھ کی آنکھیں ہم پر لگ رہی ہیں

سندھی ٹریکٹ نے سندھ میں صرف یہی اثر کیا۔ کہ ہم ان لوگوں کو جگا کر خود سو گئے۔ ہمارے جواب میں وہاں سے تین چار ٹریکٹ نکلے ایک ضخیم رسالہ ایک آریہ نے ہمارے ٹریکٹ کے جواب میں لکھا جو سندھی نانک پنتھیوں میں ان لوگوں نے مفت تقسیم کیا۔ اس نے ایسا اثر کیا۔ کہ پہلے جو لوگ ہمارا ٹریکٹ پڑھ کر ویدوں سے دور ہو گئے تھے۔ اب پھر وہ دوبارہ ویدوں کی طرف جا رہے ہیں۔ اور تمام سندھ کی آنکھیں ہماری طرف لگ رہی ہیں۔ کہ دیکھیں اب مسلمان کیا جواب دیتے ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ان لوگوں میں ٹریکٹ لکھ کر مفت تقسیم کئے جائیں۔ دورہ کیا جائے جگہ جگہ لیکچر دیئے جائیں۔ مگر یہ سب کام روپیہ کو چاہتے ہیں ؛

آریوں اور مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں فرق

اسوقت آریہ دوستوں میں کثرت سے بی۔ اے اور ایم۔ اے پائے گے جنہوں نے مذہب کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کی ہوئی ہیں۔ اور وہ اپنے گذارہ کے لئے نہایت ہی قلیل تنخواہیں لیتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں شاید ایک آدھ ہی گریجویٹ اتفاقیہ طور سے مسلمانوں میں مل سکے۔ جس نے مذہب کی خاطر اپنی زندگی کو قربان کیا ہو۔ اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ مسلمانی کے احساس اور آرین احساس میں کس قدر فرق ہے آریوں کی تعداد ہندوستان میں دو لاکھ سے زیادہ نہیں۔ مسلمان ماشاء اللہ ۹ کروڑ کے قریب ہیں۔ مگر ہر دو کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں میں بھی ایسے گریجویٹ پیدا ہوں۔ جو دنیا کے پیچھے دوڑنے کے مذہب پر اپنی زندگیاں قربان کریں۔ جب تک ہم دین کو دنیا پر مقدم نہیں کریں گے۔ ہمارا بیڑا پار نہیں ہو گا ؛

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ (مینیجر)

KHILAFAT LIBRARY

ضرورت قرآن

غیر مذاہب والے لوگ اکثر مسلمانوں پر سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ جب قرآن سے پہلے ہی کتب الہیہ موجود تھیں۔ اور تم بھی انکو کتب الہیہ مانتے ہو۔ تو پھر قرآن کے اترنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سوال کا جواب بہت آسان اور کھلا ہے۔ اور وہ یہ کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک وقت انسان کو ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے استعمال کرتا ہے۔ لیکن وہی چیز اسی انسان کے لئے دوسرے وقت میں ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ بچپن کے زمانہ میں اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا ہے۔ لیکن بڑا ہو کر وہ آنکھوں سے انہیں دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہو سکتا۔ تو یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ انسان جوں جوں رشد کو پہنچتا جاتا ہے۔ توں توں اس کی عادات خیالات اور عملیات میں بھی تغیر ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک بچہ میں جو عادات ہوتی ہیں۔ اور جو کام وہ کرتا ہے۔ ایک نوجوان ان سے مجتنب رہتا ہے۔ پھر ایک نوجوان کے خیالات میں جو ناتجربہ کاری خود پسندی اور بڑائی کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ ایک مسن اور عمر رسیدہ انسان اس سے بری ہوتا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ قرآن کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر قرآن کریم کی ضرورت کا سوال بھی حل ہو جاتا ہے۔ چونکہ دنیا پر مختلف زمانے گذرے ہیں۔ ایک وقت اس کے بچپن کا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے اہل دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے جو اپنا قانون نازل فرمایا۔ وہ ان لوگوں کی اسوقت کی حالت کو مدنظر رکھ کر تھا۔ لیکن جب دنیا اس سے زیادہ ترقی کر گئی۔ اور اپنے پہلے حالات کو بدل چکی۔ تو ضرورت تھی۔ کہ خدا تعالیٰ بھی ان کے لئے اور قسم کے احکام نازل فرماتا۔ کیونکہ وہ احکام جوان کو ایسے زمانہ میں ملے تھے۔ جو ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ وہ اب ان کیلئے کام نہ دے سکتے تھے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اور احکام نازل فرمائے۔ یہاں ایک ناواقف انسان سوال کرتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے احکام کو بدلتا رہتا ہے۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کے علیم اور خبیر ہونے میں نقص لازم آتا ہے کیونکہ اگر وہ لوگوں کے حالات سے کما حقہ علم رکھتا ہو تو پھر اسے احکام کے بدلنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایسے انسان نے کبھی دنیا کے کاروبار پر غور ہی نہیں کیا۔ دیکھو ماں باپ جب اپنے چھوٹے بچہ سے باتیں کرتے ہیں۔ تو وہ بچہ کے سمجھانے کے لئے الفاظ کو اسی طرز پر ادا کرتے ہیں۔ جسطرح کہ وہ بچہ بولتا ہے۔ اور اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ بچہ ہماری باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ اب اگر کوئی شخص اس طرح کسی ماں یا باپ کو اپنے بیٹے سے باتیں کرتا ہوا دیکھ کر یہ کہتا ہے۔ کہ یہ کم عقل ہیں۔ انہیں اچھی طرح باتیں کرنی بھی نہیں آتیں۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے علیم ہونے کی صفت پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کو کوئی ایسا نہیں کہتا۔ اور ضرور نہیں کہتا۔ تو خدا تعالیٰ پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ابتدا میں جو اوامر اور نواہی نازل فرمائے۔ وہ ان لوگوں کی حالت مدنظر رکھ کر فرمائے۔ جن کی حالت پچھلوں کی نسبت تنزل میں تھی۔ اور جسطرح ایک باپ اپنی قابلیت اور لیاقت سے اتر کر بچہ سے بات کرتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی ابتداً اپنی شان اور عظمت سے اتر کر مخاطبین کی حالت کے مطابق کلام فرمائی۔ تاکہ وہ سمجھ سکیں۔ کیا اگر ایک باپ جو ایم - اے یا بی - اے ہو۔ وہ اپنے ننھے بچہ سے بڑی مشکل سے انگریزی میں باتیں کرے۔ تو وہ عقلمند کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی شان پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اس نے انسانوں کی قابلیت اور لیاقت کے مطابق باتیں کیں۔ اسوقت کے لئے یہی ضروری تھا کہ ان سے اور طرز کی کلام ہوتی۔ اور جب بچپن گذر گیا۔ تو اس کلام میں بھی تغیر ہونا چاہئے تھا۔ اور جب انسانوں نے اپنے آپ کو انسانیت کے کمال پر پہنچا دیا۔ تو اسوقت ضرور ہی مکمل اور پوری تعلیم چاہیئے تھی۔ اور ایسا ہی خدا تعالےٰ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ پہلی کتابیں جو اسوقت کسی نہ کسی رنگ میں دنیا میں موجود ہیں۔ اور ان کے ماننے والے بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کو اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں جو جو تعلیمیں درج ہیں۔ وہ خاص زمانہ اور خاص وقت کے لحاظ سے تھیں۔ اور جب وہ زمانہ اور وقت نہ رہا۔ تو وہ تعلیمیں بھی قابل عمل نہ رہیں۔ وید جو سب کتابوں سے پرانی کتاب کہی جاتی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کے وجود کو تمثیلوں سے بیان کیا گیا ہے۔ کہیں خدا کو آگ سے کہیں سورج سے کہیں ہوا سے کہیں پانی وغیرہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور ابتدا میں چاہیئے بھی ایسا ہی تھا۔ تاکہ لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ لیکن زمانہ کی وجہ سے اس تعلیم نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ تمثیلوں کو اصل سمجھ لیا گیا۔ اور اصل کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ویدوں کے ماننے والوں میں سوائے آریہ سماجیوں کے عناصر پرستی کا بہت زور ہے۔ اس کتاب کے بعد بائبل کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی ایسی باتیں درج ہیں۔ جو اس وقت ناقابل عمل ہیں۔ گو اس کی تعلیمیں اپنے اپنے وقتوں میں درست ہوں اور درست ہوں گی۔ لیکن اب ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ اسوقت اس کے احکام پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام پر یہ نازل ہوا۔ کہ تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ لے۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ" خروج باب ۲۱ آیت ۲۴۔

لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں کہتے ہیں۔ کہ "شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے۔ تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔ اور اگر کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے۔ اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے۔ اسے دیدے اور جو کوئی تجھ سے قرض چاہے اس سے منہ نہ موڑ" متی باب ۵ آیت ۳۸ تا ۴۲

KHILAFAT LIBRARY

ان متضاد تعلیموں کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں ۔ کہ اگر توریت نے انتقامی جذبات کو ابھارنے اور اشتعال دلانے میں بہت زور دیا ہے ۔ تو انجیل نے حد سے زیادہ فروتنی اور عاجزی کا سبق پڑھایا ہے ۔ ہاں یہ دونوں تعلیمیں اپنے اپنے وقت میں درست اور بالکل درست تھیں ۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے وقت ان کی قوم پر فرعونیوں نے بڑے بڑے ظلم اور ستم کرکے ان کی غیرت کے جذبات کو بالکل مٹا دیا تھا ۔ اور بنی اسرائیل اپنے آپ کو بہت ہی ذلیل سمجھنے لگ گئے تھے ۔ چنانچہ قرآن شریف سے صاف طور پر ان کی حالت کا پتہ لگتا ہے ۔ چونکہ جس قوم سے غیرت کا مادہ اٹھ جائے ۔ وہ ترقی نہیں کر سکتی تاوقتیکہ اس میں غیرت کا پیدا ہو جائے ۔ اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے ذلت اور ادبار کو دور کرنے اور انہیں باعزت اور باخدا قوم بنانے کے لئے آئے تھے ۔ اس لئے ان کا یہ کام تھا ۔ کہ وہ ان میں ہمت اور غیرت پیدا کرنے کے اسباب کو استعمال کریں ۔ اور انہیں جوش دلائیں ۔ تا وہ ترقی کرکے ادبار اور نکبت کے گڑھے سے نکل آئیں اسی لئے خدا تعالےٰ نے بھی ان کی حالت اور ضرورت کو مدنظر رکھ کر ایسی تعلیم نازل فرمائی ۔ جس میں انتقامی جذبات کو پورا پورا استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ۔ پھر چونکہ اس تعلیم پر عمل ہوتے ہوتے بنی اسرائیل میں یہ جذبات حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے ۔ اور جو خال حد سے گذرا ہے شک مسا ہوا کے مصداق بن گئے تھے ۔ اس لئے حضرت مسیح خدا تعالےٰ سے اپنی نرم تعلیم لے کر آئے تاکہ ایسی تعلیم کی وجہ سے ان کے جذبات مدھم پڑ جائیں اور وہ ظلم سے باز آجائیں ۔ اب اگر ایک عقلمند انسان ان تعلیموں کے وقتی مقتضا پر غور کرے ۔ تو اسے بالکل درست اور صحیح معلوم ہونگی ۔ لیکن اس زمانہ اور وقت میں اگر کوئی ان دونوں تعلیموں میں سے کسی ایک پر عمل کرنا چاہے ۔ تو ہرگز نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ اس وقت ایک ایسی تعلیم کی ضرورت ہے ۔ جس میں دونوں پہلو مدنظر ہوں ۔ یعنی اگر ایک طرف انتقام کی اجازت ہو ۔ تو دوسری طرف نرمی اور عفو کی بھی تلقین ہو ۔ اب دیکھنا یہ ہے ۔ کہ اگر کوئی کتاب دنیا میں ایسی تعلیم پیش کر سکتی ہے ۔ جس میں یہ دونوں پہلو ہیں ۔ تو ہم اس بات کو درست مان لیں گے ۔ کہ پہلی کتب الٰہیہ کی موجودگی میں قرآن کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن اگر کسی کتاب سے یہ تعلیم نہیں مل سکتی ۔ اور ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی ۔ تو ہم کہتے ہیں ۔ کہ یہی قرآن کریم کے نازل ہونے کی ضرورت ہے کہ جو تعلیمیں نامکمل اور ادھوری اور وقتی ضروریات کے مطابق تھیں ۔ ان کو مکمل پورا اور ضرورت زمانہ کے مطابق ہمیشہ کے لئے قانون کے طور پر دیکھئے یہی تعلیم جس کو میں نے بائبل سے ناممکل اور ناقابل عمل بتایا ہے ۔ اس کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے ۔

جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللّٰہ ۔ کہ اگر کوئی شرارت اور قصور کرے ۔ تو اس کے لئے اسی گناہ کے مطابق سزا ہے اس سے زیادہ دینے کا کسی کو حق نہیں ہے ۔ لیکن اگر کوئی اس کی شرارت اور قصور کو معاف کر دے اور اس معاف کرنے کی غرض یہ ہو ۔ کہ اس کی اصلاح ہو ۔ تو یہ بھی درست ہے ۔ اور اس کا اجر تمہیں خدا سے ملیگا ۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اسلام کسی کو خواہ مخواہ دکھ اور تکلیف نہیں دینا چاہتا ۔ اور نہ یونہی لوگوں کو تنگ کرتا ہے بلکہ اس کی غرض تو لوگوں کی اصلاح ہے ۔ اگر کوئی شرارت کرے ۔ اور اس کی اصلاح سزا سے ہو ۔ تو بیشک اس کو سزا دو ۔ لیکن یہ یاد رہے ۔ کہ سزا اصل جرم سے بڑھ کر نہ ہو ۔ بلکہ اسی کے مطابق ہو ۔ یعنی اگر بڑا قصور ہے ۔ تو بڑی سزا ۔ اور اگر چھوٹا ہے ۔ تو تھوڑی سزا دو ۔ اور اگر یہ دیکھو ۔ کہ اس کو معاف کرنے میں اس کی اصلاح ہو جائیگی ۔ تو معاف کر دو ۔ کیونکہ تمہاری غرض تو اس کی اصلاح کرنا ہے ۔ اگر اس طرح ہی اصلاح ہوتی ہے ۔ تو اسی طرح کرو ۔ یہ نہیں کہ تم انتقام کے جوش میں اس کو ضرور ہی سزا دو ۔ اور اگر تمہیں اس طرح معاف کرنے سے اپنی تکلیف اور رنج کا خیال ہو ۔ تو اس کے لئے ہم تمہیں یہ بتاتے ہیں ۔ کہ اس کا بدلہ ہم تمہیں دیں گے ۔ تمہیں اصلاح معاف کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیئے ۔

اب قرآن کریم کی اس تعلیم کو دیکھو ۔ اور پہلی کتابوں کی تعلیمیں پر نظر کرو ۔ کیا اب دنیا ان کی تعلیموں کو جائز اور روا سمجھتی ہے ۔ یا قرآن کی تعلیم کو ؟ اور اسوقت دنیا میں عمل درآمد کس تعلیم پر ہو رہا ہے ۔ کیا توریت کی تعلیم کے مطابق ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے قصور پر سزا دیجاتی ہے یا انجیل کی تعلیم کے مطابق کوئی عیسائی صاحب ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری آگے کرنے کے لئے طیار ہے ؟ کوئی بھی نہیں اور ہرگز نہیں ۔ لیکن دنیا اسوقت صرف قرآن کریم کی تعلیم پر چل رہی ہے ۔ اور یہی قرآن کریم کے نازل ہونے کی ضرورت تھی ۔ کہ وہ دنیا کے سامنے ایک ایسی مکمل اور جامع تعلیم پیش کرے ۔ جو پہلی کتابوں میں نہ ہو ۔ یہ دنیا پر انتہائی ترقی کا زمانہ ہے ۔ اور انسان انسانیت کی آخری منزل کو طے کر رہے ہیں اس لئے دنیا کی اس حالت کے مطابق ہی تعلیم کا بھی مکمل ہونا ضروری تھا ۔ پہلی کتابیں زمانہ کے حالات بدلنے کی وجہ سے بدل چکی تھیں ۔ ان کی تعلیمیں اب کام نہیں دے سکتی تھیں ۔ ان پر دنیا اب عملدرآمد نہیں کر سکتی تھی ۔ اس لئے ان کی بجائے قرآن شریف جیسی مکمل تعلیم والی کتاب نازل ہوئی ۔ گو اس زمانہ میں بال کی کھال اتاری گئی ۔ بڑے بڑے علوم و فنون نکلے ہر ایک مسئلہ پر بڑا غور اور فکر کرکے اس میں سے نقص اور کمزوریاں نکالی گئیں لیکن کسی میں یہ جرأت اور طاقت نہ ہوئی ۔ کہ قرآن کریم کے ایک حرف کو غلط ثابت کرنے کی ہمت دکھاتا ۔ اور اسکی تعلیم میں کوئی نقص اور کمزوری نکالتا کیا ایک ایسی جامع اور مکمل کتاب کی دنیا کو ضرورت نہ تھی ۔ ضرور تھی پس قرآن شریف ہر پہلو سے مکمل کتاب ہے ۔ اور یہی قرآن کریم کے نازل ہونے کی ضرورت ہے جسکو میں نے بہت ہی مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے ۔ اور صرف قرآنی تعلیم کا دوسری کتابوں سے تھوڑا سا مقابلہ کرکے دکھایا ہے ورنہ ایک ایک بات جو قرآن کریم میں درج ہے ۔ اسکا دوسری کتابوں سے مقابلہ کرنے سے صاف اور بین طور پر پتہ لگتا ہے کہ صرف قرآن کریم ہی کی بات درست اور ٹھیک ہے ۔

غلام نبی (بنالوی)

KHILAFAT LIBRARY

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائے موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اعلیٰ ع۸ تولہ۔ قسم دوم عہ قسم سوم عہ۔ اصلی ممیرا قیمت فی تولہ عہ۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں تو ان کے لئے مفید ہے **دست سلاجیت** محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم اور ریاح دافع بواسیر جذام داستسقاء وزردی رنگ وتنگی و نفس و دق و فتح خیت فساد بلغم و نفائخ کرم شکم سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ قسم اول عہ قسم دوم ۸ر فی تولہ۔ **کلاہ اور لنگیاں** ہر قسم لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ سفید مالغی ریشمی سوتی تُرکی صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

(احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور)

نو ایجاد مشین سیویاں

یہ مشین ایک گھنٹہ میں دو سیر سیویاں تیار کر دیتی ہے۔ اس کے پرزے مضبوط ہیں۔ مدت تک نہیں بگڑتے۔ اس کو ایک عورت آسانی سے چلا سکتی ہے اس مشین کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے جب چاہیں۔ سیویاں تیار کر لیں۔

قسم اول عہ باریک اور موٹیاں سیویاں بناتی ہے
قسم دوم عہ باریک سیویاں بناتی ہے۔

(مستری فضل کریم نند جہان خاتم قادیان۔ ضلع گورداسپور)

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے زرین کا استعمال ہر طرح سے نافع ہے۔ بہت سے لوگ اس سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ یہ بیش بہا طلا ہم آزمائشاً ایک شیشی صرف ۸ر کو دیتے ہیں۔ معجون طلسمی اس کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر اعلیٰ قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور جسم توانا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی بکس عہ طلاء طلسمی۔ یہ کمزوری دور کرنے کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ خواہ کسی باعث سے ہو۔ اعصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی عہ سرمہ سلیمانی۔ اس کے استعمال سے دھند جالا۔ پھولا۔ ضعف بصارت موتیابند وغیرہ دور ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

آئی اوڈائڈز وسالسہ نمبر ۲

گرمی و گنٹھیا کی وجہ سے جسم میں چکتا کا ہونا زخم کا ہونا درد پھوڑا پھنسی اور رنگ سیاہ یا ناطاقتی کیوجہ سے خون خراب ہو گیا ہو۔ تو اس کے لئے یہ سالسہ نہایت ہی مفید ہے۔ کیونکہ اس میں پوٹاس آئی اوڈائڈ وغیرہ آزمودہ ادویات دیکر بنا ہے۔ اس لئے کم مقدار میں زیادہ فائدہ کرنے والا ہے۔ اور اس کے استعمال میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ کھانے پینے میں کسی طرح کا روک ٹوک نہیں ہے۔ فہرست منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر ڈاک محصول ۶ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملینگی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

آریہ دھرم کا پول

آریہ دھرم کا پول۔ یہ آریہ صاحبان میں تبلیغ کے لئے ایک بےنظیر کتاب ہے۔ اس کی خوبی اور عمدگی اسی سے ظاہر ہے کہ ایک سکھ سردار نے تین صد کاپیاں دفتر نور سے خرید کر آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کیں۔ آپ بھی دفتر نور سے یہ بےنظیر کتاب خرید فرما کر اپنے آریہ دوستوں میں تقسیم فرما دیں۔ کمال محنت سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ قریب قریب آریوں کے کل مسلمہ کتب کا عرق کھچا ہوا ہے قیمت صرف ۱۰ر۔ اکٹھے خریداروں سے خاص رعایت

(مینیجر اخبار نور۔ قادیان)

دُرِّ بے بہا۔ یہ اعجازی گولیاں ایک عارف باللہ حاذق طبیب کے ایک نسخہ کے مطابق طیار کی گئی ہیں۔ یہ معمولی نہیں اسم بامسمیٰ ہیں۔ کشتہ جات کی آمیزش سے پاک فاسفورس ڈمیانہ نکس دامیکا سے سبقت لے گئی ہیں۔ یہ مقوی۔ مفرح۔ مصفی خون۔ دافع کمزوری ہیں۔ نوجوان اور سن رسیدہ ہر دو کیلئے مفید ہیں۔ جلد اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ پورا نسخہ ۱۲ گولیاں قیمتی ستے روپیہ۔ ملنے کا پتہ۔

(سید محمد عبد اللہ و عبد الرحمٰن قادیان۔ ضلع گورداسپور)

فصلی بخار و طحال کی دوا نمبر ۱

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوا تیس برس سے سارے ہندوستان میں گھر گھر مشہور ہے اور بچے سے ضعیف تک اس کے فائدہ سے آگاہ ہیں۔

۱۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔

۲۔ اس کے چار پانچ ہی خوراک سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہ طحال کو فوراً گلا دیتی ہے۔ اور خون کو گاڑھا بنا کر قوتیں کو مضبوط کرتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی ۱۴ار چھوٹی شیشی ۸ر
محصول ۶ر ۵ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملینگی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

آریوں سکھوں۔ عیسائیوں میں اشاعت اسلام کے لئے نور بک ڈپو کی نہایت مفید کتابیں

KHILAFAT LIBRARY

سوانحعمری حضرت باوا نانکؒ:- یہ اُس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے۔ جس نے آج سے چار سو برس ہی پہلے ہندوں کے گھر پیدا ہو کر ہندو مذہب کے کل عقائد باطلہ کا رد کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور اپنے حال و قال سے ظاہر کر دیا۔ کہ اسوقت اگر کوئی اس نیلگوں آسمان کے نیچے سچا مذہب ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ شروع پیدائش سے لیکر تادم آخر اس ولی اللہ کے صحیح حالات سکھ صاحبان کی نہایت ہی معتبر کتابوں کے حوالجات سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ صداقت کا آئینہ۔ معرفت کا دریا۔ روحانیت کا چشمہ اسلام کا نور۔ اسوقت اس ولی اللہ کے کروڑ ہا نام لیوا ہیں۔ جو ایک یا دوسری وجہ سے اُس خدا کے پیارے بھگت کی تعلیم سے دور جا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ خدا کے نام اور دین کی منادی کرنے والے چند ہی خواہ اٹھیں۔ جو کثرت سے اس مفید ترین کتاب کو سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تقسیم کر دیں امید کہ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ تک کتاب چھپکر آجائے گی۔ ۱۸×۲۲ کے سائز پر ۲۲۵ صفحہ کی ضخیم کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت ہی اعلیٰ کاغذ عمدہ قیمت ۱۲/ جنکی درخواستیں چھپنے سے پہلے پہلے آجائینگی اُن سے صرف ۸/ - جلدی کیجئے۔ آج ہی ڈاکخانہ میں پوسٹ کارڈ ڈال دیجئے۔ پھر یہ موقعہ ہاتھ نہیں آئیگا۔

قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم:- اس بینظیر کتاب کی نسبت حضرت حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کتاب ہندوستان کی روحانی تعلیم کو کمال دلچسپی سے پڑھا۔ مجھے بہت ہی پسند آئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب بہت ہی دلچسپ ہے۔ دستخط - نورالدین (خلیفۃ المسیح اول)

علاوہ ازیں ہندوستان کے چیدہ چیدہ اخبارات نے اس پر بہت ہی عمدہ ریویوز کئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندوستان کی روحانی تمدنی ملکی مجلسی حالت کا ہو بہو فوٹو وید رامائن مہابھارت کا ہو بہو عکس ہے۔ قیمت صرف ۸/

آریہ دھرم کا پول:- یہ وہی بے نظیر مختصر اور جامع کتاب ہے۔ جو ہو بہو آریہ سماج کی کل مسلمہ اور مستند کتابوں کا ہو بہو فوٹو اور پول ہے۔ اول ۱۹۱۱ء میں اس کا پہلا ایڈیشن چھپا۔ اور اب پھر دوبارہ کمال صحت اور عمدگی کے ساتھ دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے۔ اس بے نظیر کتاب کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ ایک معزز و مکرم سکھ سردار نے ۳۰۰ کاپیاں خرید فرما کر اپنے دوستوں میں مفت بطور تحفہ تقسیم کی ہیں۔ قیمت صرف ۱/ دوستوں کو چاہئے۔ کہ ایسی بے نظیر کتاب کو دفتر نور سے خرید کر اپنے دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

جھوک مہدی والی:- پنجابی لوگوں میں سلسلہ کی تبلیغ کرنے کے لئے ایک بینظیر کتاب ہے۔ یہ وہ شہرۂ آفاق کتاب ہے آج جس کا گھر گھر چرچا ہے اور جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا ہے۔ اور اب دوسرا ایڈیشن کمال صحت عمدہ خط اور عمدہ چھپائی کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ پنجابی نظم کمال کی دلکش اور دلربا ہے قیمت صرف ۳/ - پون آنہ۔

سو منگلا:- ایک مذہبی دلچسپ اور پر لطف ناول جس میں روح اور مادہ کی ازلیت اور ابدیت کا کھنڈن، رد تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں، تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو ایسے کمال دلسوز پیرائے میں دکھلایا گیا ہے جسکو پڑھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا آتے ہیں طرز تحریر ایسا دلربا کہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی لیکر بیٹھے تو بغیر ختم کئے چین نہیں آتا۔ قیمت صرف ۲/ بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔

ثبوت واجب الوجود- ہستی باری تعالیٰ پر ایک دہریہ کے سخت اعتراضوں کا بدلائل عقلی نہایت لطیف فلسفیانہ و منطقیانہ عام فہم سلیس اردو میں بحوالہ قانون قدرت نرالی طرز کا دلچسپ جواب جو مقبول عام ہوا ہے۔ قیمت ۶/

تدبیر- اس وہم کو ملک سے دور کرنے کیلئے کہ تدبیر اور کوشش ہمت سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ بحث تدبیر تقدیر و توکل کو بطور ناول سوال و جواب کے سلسلہ میں لکھا ہے۔ اور جملہ اعتراضات جو اس ادق مسئلہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بطریق فلسفیانہ حل کر کے فوائد تدبیر و نقصانات چھوڑنے تدبیر کو مدلل اور دلچسپ پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے۔ اور بحث نہایت عجیب اور قابل دید ہے قیمت ۶/

بھارت برکش:- نخل اسلام دہرمپال کا جس میں اسلام و بانی اسلام پر محض جھوٹے و ناپاک الزام لگا کر اہل اسلام کی سخت توہین و دل آزاری کی ہے۔ محققانہ و مورخانہ دندان شکن جواب جسکا ہر ایک مسلمان کے پاس ہونا ضروری اور نہایت ضروری ہے کیونکہ اسمیں آریوں کے جملہ اعتراضوں کی کلیتہً تردید کر دی گئی ہے۔ اور کی جا سکتی ہے۔ اور ویدوں میں جو عام طور پر تعلیم مخلوق پرستی کی موجود ہے۔ اس کو صراحتاً ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۸/ - رعایتی ۶/

رنگین قطعات حضرت اقدس علیہ السلام کے پاک اشعار کو لطیف و رنگین پیرایہ میں کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔ مومن کی نشستگاہ کے لئے اعلےٰ درجہ کی سجاوٹ کا کام دیتا ہے۔

قیمت فی عدد ۱/ - رعایتی ۰/

نور ٹریکٹوں کا سلسلہ

ایکروپیہ چار آنہ کے یکصد ٹریکٹ

دفتر نور سے منگوا کر آریہ اور سکھوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرو۔

۱۲ لاکھ ٹریکٹ

KHILAFAT LIBRARY

عیسائیوں نے کروڑہا چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں تقسیم کئے۔ اور کر رہے ہیں۔ ان کے مذہب کی ترقی کے لئے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی اشاعت بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔ اسی طرح آریہ لوگ بھی چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کے ذریعہ مسلمانوں کو بدراہ کرنے کے لئے کمربستہ ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ گورو کل کے طلباء کو جو محض اسلام کے برخلاف تیار کیا جارہا ہے۔ اور یقیناً مسلمانوں کی آنکھیں اُس وقت کھلیں گی۔ جب یہ فوج یکدم اسلام پر حلّہ بول دے گی۔ ابھی اس سال سے ہی بنارس میں ایک باقاعدہ سوسائیٹی تیار کی گئی ہے جس نے مسلمانوں کے برخلاف ٹریکٹ لکھنے کے لئے ۸۴۱۵ روپیہ خرچ کئے ہیں۔ دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ہماری تیاری کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ہماری خاموشی اور بےحسی اس امر پر پروال۔ کہ گویا ہم میں جان اور احساس کا مادہ بالکل نہیں رہا۔

دوسری طرف سندھ میں ہم نے ایک ٹریکٹ باوا نانک کے متعلق شائع کیا۔ تو اُس کے جواب میں آریوں اور سکھوں کی طرف سے چار ضخیم ٹریکٹ لکھے گئے۔ جن کا اثر آپ اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سے اندازہ لگالیں۔ کہ ہمیں کام کرنے کی کسقدر ضرورت ہے۔ مذہبی دنیا میں زندہ رہنے کے لئے ہمیں کسقدر جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اب زمانہ سُستی کا اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کا نہیں رہا۔ اب ضرورت ہے۔ کہ ہم کمرِہمت باندھ کر میدان میں نکلیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنے تن من اور دھن کو نثار کریں۔ فی الحال دو ٹریکٹ دفتر نور کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔

(۱) آریہ دھرم میں مکتی ناممکن۔ (۲) باوا نانک اور وید ؎

یہ ہر دو ٹریکٹ کمال محنت اور دماغ سوزی سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان ٹریکٹوں کی اشاعت سے صرف ہمیں ترقی اسلام اور اشاعت دین متین مطلوب ہے۔ اور اس لئے محض اصلی خرچ پر فروخت کئے جائیں گے۔ یعنے یکصد ٹریکٹوں کے لئے صرف ۱۴؎ ایک روپیہ چار آنہ۔ اور اسی طرح انشاء اللہ تعالےٰ ہر ماہ میں دو ٹریکٹ شائع کئے جایا کریں گے۔ ناظرین کرام کو چاہیے کہ اس کارِ خیر میں خاکسار کا ہاتھ بٹائیں۔ اگر نور کے آٹھ صد خریداران میں یکصد ٹریکٹوں کے باقاعدہ خریدار پیدا ہو جائیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال میں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ برائے اشاعت اسلام سکھوں اور آریوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ اگر دوست ہمت کریں۔ تو ۱۴؎ ماہوار یکصد ٹریکٹوں کے لئے ایک بہت ہی قلیل رقم ہے۔ اور اس سے سال بھر میں ۱۲ لاکھ ٹریکٹ تقسیم ہو سکتے ہیں۔ اور بفضل تعالےٰ یہ ۱۲ لاکھ ٹریکٹ ہندوستان میں ایک اودھم اور ہل چل پیدا کر سکتے ہیں۔ ان ٹریکٹوں کی پہلی قسط تیار ہے۔ اوّل "آریہ دھرم میں مکتی ناممکن" دوم "باوا نانک اور وید"۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد اس کارِ خیر کیلئے خاکسار کا ہاتھ بٹانے کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔ والسّلام

مخلص بندہ محمد یوسف۔ ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان

قادیان میں زمین خریدنے والوں کو خوشخبری

مفت ٹریکٹوں کی اشاعت کی وجہ سے "نور" کا فنڈ ایک خاصی رقم کا مقروض ہے۔ اگر میں اس قرضہ کا بوجھ جو صرف آریوں سکھوں اور نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کی وجہ سے نور فنڈ پر پڑا ہے۔ ناظرین "نور" پر ڈالتا۔ تو کچھ تعجب نہ تھا۔ کہ اکثر نور کے خریدار جنہیں خاکسار ایڈیٹر نور کے ساتھ کمال محبت ہے۔ وہ اس بوجھ میں کمال خوشی سے حصہ لینے کے لئے آمادہ ہوجاتے۔ مگر شروع سے خاکسار ایڈیٹر نور کی یہ طرز رہی ہے کہ اگر کوئی دوست خوشی سے حصہ لے۔ تو فبہا۔ مگر کسی پر بوجھ ہونا بہت بُری بات ہے۔ جو مجھے ایک آن واحد کے لئے بھی پسند نہیں۔ اس قرضہ سے نکلنے کے لئے میں نے ایک راہ سوچی ہے۔ جس سے ناظرین نور پر بھی ایک پائی کا بوجھ نہیں ہوگا۔ اور اس قرضہ سے ایک حد تک نجات بھی مل جائے گی۔ لنگرخانہ کے بالمقابل عین سڑک پر خاکسار کی بیس مرلہ زمین ہے۔ ½ سے زیادہ حصہ پر بھرتی پڑی ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی قادیان میں رہائیش کا خواہشمند دوست اس زمین کو خرید لے۔ تو اس کی دار الامان کی رہائیش کی امید برآئیگی۔ اور مجھے قرضہ کے بوجھ سے نجات مل جائے گی۔ قادیان میں آجکل زمین کی بہت قدر ہے۔ ۲۵ - ۳۰ روپیہ مرلہ سے کم قادیان میں زمین نہیں ملتی۔ مگر میں اس بیس مرلہ کے ۱۸ روپیہ مرلہ لگاؤں گا۔ جو نہایت واجبی ہے۔ خواہشمند جلد درخواست کریں ؎

محمد یوسف ۔ ایڈیٹر۔ اخبار۔ **"نور"** ۔ قادیان ۔ (ضلع گورداسپور)

KHILAFAT LIBRARY

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا پہلا پارہ تیار ہے

الحمد للہ کہ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا پہلا پارہ تیار ہوگیا۔ یہ ترجمہ انشاء اللہ تعالےٰ اپنی طرز کے لحاظ سے بالکل انوکھا اور نرالا ہوگا۔ اوّل متن۔ متن کے نیچے لفظی ترجمہ۔ لفظی ترجمہ کے بعد تشریح۔ تشریح میں اوّل تو سکھوں کے گورمکھی کے غلط ترجمہ کی غلطیوں کو دُور کیا گیا ہے۔ اور غلطی کے ازالہ کے ساتھ ہی باوا نانک رح کا شلوک درج کیا گیا ہے۔ جو اس آیت کریمہ کے ترجمہ اور اس کے مفہوم کو ہو بہو ادا کرتا ہو۔ یہ اس ترجمہ میں نئی بات ہوگی۔ جو انشاء اللہ حضرت باوا نانک رح کے عقیدتمندوں پر بہت عمدہ اثر ڈالے گی۔ طبع پر ڈبل خرچ آئے گا۔ پہلے متن لیتھو میں چھپے گا۔ اور پھر گورمکھی ترجمہ اور تشریح وغیرہ ٹائپ میں۔ گویا خرچ ڈبل سے بھی بڑھ جائے گا۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ ہوگا۔ دوست اپنے منشاء سے مطلع فرمادیں۔ کہ ہر ایک بھائی کتنی جلدیں خرید کر سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تقسیم کر سکے گا۔ قرآن شریف کی اشاعت سے بڑھکر دنیا میں اور کونسا کار خیر ہوگا۔ پانصد درخواستیں آنے پر فوراً یہ ترجمہ مطبع میں چھپنے کے لئے بھیجدیا جاوے گا۔ اگر اللہ تعالےٰ کسی کو ہمت دے۔ تو وہ پیشگی ہدیہ بھیجدیں۔ تاکہ اس کی چھپائی کے اخراجات میں کام آوے۔ جسقدر اس ترجمہ کی زیادہ اشاعت ہو گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اسیقدر سکھ اور ستاتنی دوست اسلامی نور سے منور ہوں گے۔ دوست ہمت سے کام لیں ؎

مخلص بندہ۔ محمد یوسف ایڈیٹر "نور"۔ قادیان